قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 14 مارچ 2022ء | 11/ شعبان 1443 ہجری قمری | 14/ امان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 63

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(البقرہ: 166)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے مقابل پر شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ اُن سے اللہ سے محبت کرنے کی طرح محبت کرتے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

افضل ترین عمل

عَنۡ أَبِی ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: أَفۡضَلُ الۡاَعۡمَالِ الۡحُبُّ فِی اللّٰہِ، وَالۡبُغۡضُ فِی اللّٰہِ

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ ہی کے لیے دوستی رکھی جائے اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھی جائے۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب مجانبۃ اھل الاھواء)

فرمان خلیفہ وقت

دنیا کے تازہ حالات میں دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/ مارچ 2022ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’جو آج کل کے حالات ہیں دنیا کے، جنگوں کے، اس کے لئے دعا کریں۔خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ خوفناک نتائج ہوں گے۔ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَفِی الۡآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔ تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔‘‘

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

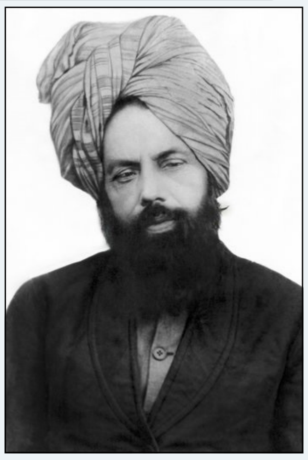

امورِ دنیا کی بجا آوری خدا تعالیٰ کی خاطر کرو

خدا تعالیٰ اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے۔ مگر بات یہ ہے کہ دنیا کیلئے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء: 20)

لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکمِ الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے۔ وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ إِمَامًا (الفرقان: 75) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اس کی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ لباس، خوراک، اس کا پھر نا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اس طرح پر جیسے یکہ بان کچھ دور جا کر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تا کہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے تیار ہو جائے اور دم نہ نکل جائے۔ مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل وعیال کا بھی اور پھر خدا تعالیٰ کا حق الگ ہے۔ اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ مَر جائے گا اور یہ جوابدہ ہے۔

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول وفعل، حرکت وسکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے۔

مومنوں کو کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا (الطور: 20) کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے ان کو فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ (الماعون: 5) فرمایا۔ کُلُوۡا ایک امر ہے جب مومن اس امر کو سمجھ کر بجالاوے تو اس کا ثواب ہو گا۔ اسی طرح عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء: 20) امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریا کاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اس کے لیے وَیۡل ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 578-579 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- وفات مسیح ناصریؑ (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- ماہِ شعبان

دربارِ خلافت

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی خوابوں کی اصل حالت میں تعبیر فرما دیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج بھی میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف خوابیں، رؤیا پیش کروں گا۔ خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ تعلق اور ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور خدا تعالیٰ کا ان کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ بلکہ بعض تو ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کو بتایا ان کے بیچ میں آج بھی ہمارے لئے بعض نصائح ہیں، سبق ہیں۔

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ جن کی 1905ء کی بیعت تھی، فرماتے ہیں کہ ایک دن مَیں فاقہ کی حالت میں دن کے بارہ بجے لیٹا ہوا تھا کہ میری بیوی مجھے دبانے لگ گئی۔ اس حالت میں مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نیلے کپڑوں والی میرے گھر پر آئی ہے۔ ایک ہاتھ پر دودھ کا کٹورا بھرا ہوا رکھے ہوئے آئی ہے اور آ کر اُس نے مجھے دیا اور کہا کہ میاں جی! مَیں یہ دودھ آپ کے واسطے لائی ہوں، آپ اس کو پی لیں۔ جب اس کو پینے لگا تو عورت نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ جب مَیں دودھ میں شکر ملانے لگا (خواب میں) تو کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ (جاگ آ گئی)۔ میری بیوی جو میرے جسم کو دبا رہی تھی، کہنے لگی، کیا آپ ڈر گئے ہیں؟ مَیں نے کہا۔ ڈرا نہیں، ایک خواب دیکھا ہے اور وہ خواب مَیں نے اپنی بیوی کو سنا دیا۔ اور مَیں پھر بھول گیا۔ (ابھی تھوڑی دیر گزری تھی) پانچ منٹ گزرے تھے کہ اسی طرح نیلے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ پر دودھ کا کٹورا رکھے ہوئے ایک عورت میرے گھر پر آئی۔ وہ عورت میرے ایک شاگرد کی ماں تھی۔ آ کر اُس نے مجھے دودھ کا کٹورا دیا اور کہا کہ آپ اس کو پی لیں۔ جب مَیں پینے لگا تو اُس نے کہا کہ اس میں شکر ڈالی ہوئی ہے، آپ اس کو ملا لیں۔ میری بیوی اس واقعہ کو بغور دیکھ رہی تھی۔ مسکرا کر کہنے لگی، یہ تو آپ کا خواب ہے جو مجھے آپ پہلے سنا چکے ہیں، لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 362-363 روایات حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

تو بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی خوابوں کی اصل حالت میں تعبیر فرما دیتا ہے۔ ایک نیک شخص کے فاقہ کی حالت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فوری انتظام فرمایا۔ خدا کو نہ ماننے والے بیشک یہ کہتے رہیں کہ اُس کو قدرتی خیال آ گیا اور وہ دودھ لے کے آ گئی، یہ اتفاقی حادثہ تھا۔ دونوں طرف جو اطلاع اللہ تعالیٰ پہلے خواب میں دے رہا ہے، یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہوسکتا۔ یہی جو قدرت ہے، یہی تو خدا تعالیٰ ہے جس نے ایک عورت کے دل میں ایک نیک آدمی کی بھوک مٹانے کا خیال ڈالا اور فوری طور پر پھر اُس نے اُس کو پورا بھی کر دیا۔

حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیّرؓجن کا بیعت کا سن 1901ء ہے، بیان فرماتے ہیں کہ مَیں جبکہ ہائی سکول میں مدرس تھا تو ایک دن حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے جو اُس وقت ہیڈ ماسٹر تھے، کھیلوں کے معاملے میں جن کا مَیں انچارج تھا، کچھ اختلاف ہوگیا۔ اُسی رات مَیں نے تہجد میں دعا کی، اختلاف کی وجہ سے کہتے ہیں بڑا پریشان تھا۔ تو مجھے حریر پر لکھا ہوا دکھلایا گیا، ایک باریک کاغذ پر لکھا ہوا دکھلایا گیا کہ ’’No tournaments, No games‘‘۔ اس کے بعد کہتے ہیں مَیں بیمار ہو کر ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہوسکا۔ نیز جو ٹورنامنٹ کے دن تھے ان میں متواتر شدید بارش ہو جانے کی وجہ سے گورداسپور ٹورنامنٹ کمیٹی نے ٹورنامنٹ بالکل بند کر دیا۔ ہمارے طلباء کو بہت خوشی ہوئی کہ ایک الہام پورا ہوگیا۔ کیونکہ انہوں نے، جو پلیئر تھے، کھلاڑی تھے اُن کو بھی بتا دیا تھا تو اُن کو یہ خوشی تھی کہ ہمارے ٹیچر کا الہام پورا ہوگیا۔ وہ اللہ

بقیہ صفحہ 8 پر

وفاتِ مسیح ناصریؑ
(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال؟
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اُس کو فرقاں سر بسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

عہد شد از کردگار بے چگوں
غور کن در أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

اے عزیزو!! سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں
چل بسے سب انبیاء و راستاں

ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات
یونہی باتیں ہیں بنائیں واہیات

کیوں تمہیں انکار پر اصرار ہے
ہے یہ دیں یا سیرت کفّار ہے

برخلاف نصّ یہ کیا جوش ہے
سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے

کیوں بنایا ابن مریم کو خدا
سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا

کیوں بنایا اس کو با شانِ کبیر
غیب دان و خالق و حیّ و قدیر

مرگئے سب پر وہ مرنے سے بچا
اب تلک آئی نہیں اس پر فنا

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا
اس خدادانی پہ تیرے مرحبا

مولوی صاحب یہی توحید ہے؟
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے؟

کیا یہی توحیدِ حق کا راز تھا
جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا

کیا بشر میں ہے خدائی کا نشاں؟
الاماں ایسے گماں سے الاماں!

ہے تعجب آپ کے اس جوش پر
فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا
کچھ تو آخر چاہیئے خوفِ خدا

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں؟

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں
رحم کن برخلق اے جاں آفریں

کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے، اے ربّ الورا

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 513-514)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/ مارچ 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆... اگر مجھے یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے تو بھی میں اسامہ کے لشکر کے متعلق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاری فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا

☆... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک بہت بڑا کام انتخابِ خلافت کے وقت امتِ مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پرونا ہے

☆... حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلافت کے بعد درپیش مشکلات کا اجمالی تذکرہ

☆... دنیا کے فکر انگیز حالات، امتِ مسلمہ کو اس جنگ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اکائی حاصل کرنے کی تلقین

☆... اسیر راہِ مولیٰ مکرم محمود اقبال ہاشمی صاحب آف لاہور کی والدہ محترمہ سیدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/ مارچ 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے بعد جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اُن کا ذکر ہو رہا تھا۔ ان میں سے پہلی مشکل جو بیان کی گئی تھی وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کا غم تھا۔ یہ پہلا نازک اور ہولناک مرحلہ تھا جب سارے صحابہ مارے غم کے دیوانے ہو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ تو تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر کسی نے کہا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وفات پا گئے ہیں تو مَیں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا۔ باوجود اُس بے انتہا محبت کے جو آپؓ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تھی آپؓ نے توحید ہی کا درس دیا۔ کمال ہمت اور حکمت سے صحابہ کی ڈھارس بندھائی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ وہ خیالات جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی کے بارے میں بعض صحابہ کے دل میں پیدا ہو گئے تھے (حضرت ابوبکرؓ نے) ایک عام جلسے میں قرآن شریف کی آیت کا حوالہ دے کر ان تمام خیالات کو دُور کر دیا۔

دوسرا بڑا کام جو آپؓ نے انجام دیا وہ انتخابِ خلافت کے وقت امتِ مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پرِونا ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات سے جو دوسرا بڑا خدشہ پیدا ہوا وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کا اجتماع تھا۔ انصار کسی طور سے بھی مہاجرین میں سے خلیفہ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ اس نازک موقعے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کی زبان میں وہ تاثیر پیدا کی کہ انتشار و اختلاف محبت و اتحاد میں بدل گیا۔

تیسرا بڑا معاملہ جسے آپؓ نے فوری سنبھالا وہ اسامہؓ کے لشکر کی روانگی کا معاملہ تھا۔ یہ لشکر شام کی سرحد پر رومیوں سے لڑائی کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تیار کیا تھا۔ اس لشکر کی قیادت حضرت اسامہؓ کے سپرد فرماتے ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت اسامہ کو تفصیلی ہدایات بھی دی تھیں۔ اسی طرح آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک جھنڈا بھی باندھا تھا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سمیت اکابر صحابہ شامل تھے۔ جب کچھ لوگوں نے اس طور سے باتیں کیں کہ یہ لڑکا اکابر مہاجرین صحابہ پر امیر بنایا جا رہا ہے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سخت ناراض ہوئے۔ حضرت اسامہؓ لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی آخری بیماری میں مبتلا تھے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات پر یہ لشکر جُرف یا ذی خشب مقام سے واپس مدینہ آ گیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی گئی تو آپؓ نے حکم دیا کہ اسامہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ اسامہ کے لشکر میں سے کوئی شخص مدینے میں باقی نہ رہے۔ اس لشکر کی تعداد تین ہزار بیان کی جاتی ہے اور ایک دوسری روایت میں سات سَو کی تعداد کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات پر جہاں عرب قبائل میں فتنۂ ارتداد پھیل رہا تھا وہیں یہود و نصاریٰ بھی اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت ابوبکرؓ کو اس لشکر کی روانگی روک لینے کا مشورہ دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر مجھے یقین ہو کہ درندے مجھے نوچ کھائیں گے تو بھی مَیں اسامہ کے لشکر کے متعلق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاری فیصلے کو نافذ کر کے رہوں گا۔

حضرت مصلح موعودؓ لشکرِ اسامہ کی روانگی کے پس منظر میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد ابو قحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اسے روک لے؟ خدا کی قسم! اگر دشمن کی فوجیں مدینہ میں گھس آئیں اور کتے مسلمان عورتوں کی لاشیں گھسیٹتے پھریں تب بھی مَیں اس لشکر کو نہیں روکوں گا... یہ جرأت اور دلیری حضرت ابوبکرؓ میں اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔ جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تعلق کے نتیجے میں آپؐ کے ماننے والے بھی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کے مصداق بن گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ جیش اسامہ کی روانگی کی بابت 'سِرّ الخلافۃ' میں فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا وصال ہوا اور یہ خبر مکّہ اور وہاں کے گورنر عتاب بن اسید کو پہنچی تو عتاب چھپ گیا اور مکّہ لرز اٹھا۔ قریب تھا کہ اس کے باشندے مرتد ہو جاتے۔

ایسے حالات میں لوگوں نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کو لشکر اسامہ کی روانگی سے روک لیں یا اگر لشکر روانہ کریں تو اسامہ سے بڑی عمر کے کسی شخص کو امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ بات حضرت ابوبکرؓ سے کہی تو آپؓ نے عمرؓ کی داڑھی کو پکڑا اور کہا کہ اے ابنِ خطاب! تیری ماں تجھے کھوئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے امیر مقرر کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ مَیں اسے امارت سے ہٹا دوں۔

اس لشکر کی روانگی کا منظر بھی بہت حیرت انگیز تھا۔ اس وقت حضرت اسامہ سوار تھے جبکہ حضرت ابوبکرؓ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت عمرؓ کو میرے کاموں میں معاونت کے لیے چھوڑ دیں، حضرت اسامہؓ نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ جب بھی حضرت اسامہ سے ملتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ۔

حضرت ابوبکرؓ نے لشکرِ اسامہ کی روانگی کے وقت خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں تمہیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں: تم خیانت نہ کرنا، مالِ غنیمت سے چوری نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، کسی چھوٹے بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی بکری، گائے اور اونٹ کو کھانے کے سوا ذبح نہ کرنا، گرجوں کے لیے وقف راہبوں کو چھوڑ دینا، اگر کوئی تمہیں کچھ کھانے کے لیے پیش کرے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا۔ ایسے لوگ جو درمیان سے اپنے بال صاف کیے ہوں اور چاروں طرف پٹیوں کے رنگ میں بال ہوں انہیں مت چھوڑنا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسانے والے اور جنگ میں شریک ہونے والے لوگ تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب ضرور کرنا۔ یہ لشکر ربیع الاول کے آخر میں روانہ ہوا اور بیس راتوں کے سفر کے بعد اہلِ اُبْنیٰ پر اچانک حملہ کر کے ان سے گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے میں کامیاب رہا۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر کے جب حضرت اسامہؓ واپس مدینے پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ مہاجرین اور اہلِ مدینہ کے ساتھ ان سے ملنے کے لیے باہر نکلے۔

لشکرِ اسامہ کی روانگی کے بہت سے دُور رس اثرات ظاہر ہوئے۔ تمام لوگوں نے جان لیا کہ خلیفہ کا فیصلہ کتنا بروقت اور مفید تھا۔ قبائلِ عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ عرب کی سرحدوں پر نظریں لگائے غیر ملکیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔

مشہور برطانوی مستشرق سر تھامس واکر آرنلڈ لکھتا ہے کہ یہ ان شان دار مہمات میں سے پہلی مہم تھی جس کے ذریعے مسلمان شام، ایران اور شمالی افریقہ پر قابض ہوئے اور قدیم فارسی سلطنت کو ختم کیا اور رومی سلطنت کے پنجے سے اس کے بہترین صوبوں کو آزاد کرا لیا۔

ایک چیلنج جو حضرت ابوبکرؓ کو پیش آیا وہ مانعین اور منکرینِ زکوٰۃ کا فتنہ تھا۔ ارتداد کی مختلف شکلوں میں ایک شکل یہ تھی کہ لوگ اسلام پر تو قائم رہے لیکن زکوٰۃ کی فرضیت اور اسے خلیفہ کو دینے کے وجوب سے انکار کیا۔ کبار صحابہ سے مشورے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ واللہ! اگر منکرینِ زکوٰۃ ایک رسّی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی مَیں ان سے جنگ کروں گا۔

منکرینِ زکوٰۃ کے رویّے، ان کے ساتھ جنگ اور اس کے نتائج کا ذکر آئندہ بیان کرنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج پھر مَیں دنیا کے موجودہ حالات کے متعلق دعا کا کہنا چاہتا ہوں۔ خدا دونوں طرف کی حکومتوں کو عقل دے اور یہ لوگ انسانیت کا خون کرنے سے باز آ جائیں۔ مسلمانوں کو بھی اس جنگ سے سبق سیکھنا چاہیے کہ کس طرح یہ لوگ ایک ہو گئے ہیں۔ کم از کم مسلمان یہ اکائی کا ہی سبق ان سے سیکھ لیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر بھی رحم کرے اور یہ لوگ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے محترمہ سیّدہ قیصرہ ظفر ہاشمی صاحبہ اہلیہ ظفر اقبال ہاشمی صاحب لاہور کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحومہ جماعتی خدمات بجا لانے والی، صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، مہمان نواز، بڑی صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحومہ کے ایک بیٹے محمود اقبال ہاشمی صاحب کیمپ جیل لاہور میں اسیر راہِ مولیٰ ہیں۔ محمود اقبال صاحب اور ان کے تین ساتھیوں کے خلاف جون 2019ء میں مقدمہ درج ہوا تھا۔ ان کی ضمانت بھی ہو گئی تھی لیکن پھر اگست 2021ء میں ضمانت مسترد ہونے پر دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ حضورِ انور نے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/ فروری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز بیان

’’خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہو یا کسی دنیاوی مضمون کا، جب بھی آپ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپ نے علم و عرفان کے دریا بہا دیے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

ہر سال ہم 20/ فروری کو

پیشگوئی مصلح موعود

کے حوالے سے جلسے بھی کرتے ہیں اور اس دن کو یاد بھی رکھتے ہیں۔ ایک بیٹے کی پیدائش کی یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کی تھی کہ دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام کوئی نشان نہیں دکھاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہتا ہوں کہ ایک بڑا نشان اسلام کی صداقت کا جو میرے ذریعہ سے پورا ہوگا وہ میرے ایک بیٹے کی پیدائش ہے جو لمبی عمر پائے گا۔ اسلام کی خدمت کرے گا۔ اور بتایا کہ یہ یہ خصوصیات اس میں ہوں گی اور تقریباً باون، ترپن خصوصیات بیان فرمائیں اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی۔ ایک معین عرصہ بھی بتایا اور بہرحال اس معینہ عرصہ میں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس نے لمبی عمر بھی پائی اور اسے اسلام کی غیرمعمولی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ ہر سال اس پیشگوئی کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر جماعتی جلسوں میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس سال بھی ان شاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا۔ مختلف جماعتوں کے جلسے ہوں گے۔ اسی طرح ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آتے ہیں۔ تفصیلات تو وہاں سے پتا لگتی جائیں گی۔ اس وقت میں حضرت مصلح موعودؓ کے اپنے الفاظ میں آپ کی ابتدائی زندگی کیسی تھی اور آپ کی صحت کا کیا حال تھا اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک تھا، اس بارے میں چند حوالے پیش کروں گا۔

یہ پیشگوئی لمبی عمر پانے والے بچے کے بارے میں تھی۔

پیشگوئی تھی کہ ایک بچہ لمبی عمر پائے گا

اس لمبی عمر پانے والے بچہ کی صحت کی حالت کا اندازہ آپ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ بچپن میں میری صحت نہایت کمزور تھی۔ پہلے کالی کھانسی ہوئی اور پھر میری صحت ایسی گر گئی کہ گیارہ بارہ سال کی عمر تک مَیں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا رہا کہ میری زیادہ لمبی عمر نہیں ہوسکتی۔ اِسی دوران میں میری آنکھیں دکھنے آگئیں اور اِس قدر دکھیں کہ میری ایک آنکھ قریباً ماری گئی۔ یعنی اس میں سے نظر آنا بند ہوگیا۔ چنانچہ اس میں سے مجھے بہت کم نظر آتا ہے۔ جب آپؓ یہ فرما رہے تھے تو آپؓ نے فرمایا کہ ابھی بھی بہت کم نظر آتا ہے۔ پھر جب مَیں اَور بڑا ہوا تو متواتر چھ سات ماہ تک مجھے بخار آتا رہا۔ اور سِل اور دِق کا مریض مجھے قرار دیا گیا۔ یعنی ٹی بی کا مریض بتایا گیا اور فرماتے ہیں کہ اِن وجوہ سے باقاعدہ پڑھائی بھی نہیں کرسکتا تھا۔ سکول نہیں جاتا تھا۔ لاہور کے ہی ماسٹر فقیر اللہ صاحب ہیں، لاہور میں ہی آپؓ یہ لیکچر دے رہے تھے جن کی مسلم ٹاؤن میں کوٹھی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے سکول میں حساب پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت کی کہ یہ پڑھنے نہیں آتا اور اکثر سکول سے غائب رہتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈرا کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناراض ہوں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ ماسٹر صاحب اِس کی صحت کمزور رہتی ہے ہم اتنا ہی شکر کرتے ہیں کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ میں چلا جاتا ہے اور کوئی بات اِس کے کانوں میں پڑ جاتی ہے۔ زیادہ زور اس پر نہ دیں۔ فرماتے ہیں کہ بلکہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے حساب سکھا کر اسے کیا کرنا ہے۔ کیا ہم نے اِس سے کوئی دکان کرانی ہے؟

تو یہ تھی آپؓ کی بچپن کی صحت کی حالت اور سکول جانے کی حالت۔

کون ایسی حالت میں لمبی عمر کی ضمانت دے سکتا ہے! لیکن نہ صرف لمبی عمر پائی بلکہ یہ بھی اس میں پیشگوئی تھی کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

ایسے حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ علوم بھی اس کو حاصل ہوں گے۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث پڑھ لے گا تو کافی ہے۔ کہتے ہیں کہ غرض میری صحت ایسی کمزور تھی کہ دنیا کے علم پڑھنے کے تعلق میں بالکل ناقابل تھا۔ میری نظر بھی کمزور تھی۔ مَیں پرائمری، مڈل اور انٹرنس کے امتحان میں فیل ہوا۔ کسی امتحان میں پاس نہیں ہوا مگر خدا نے میرے متعلق خبر دی تھی کہ میں علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جاؤں گا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ دنیوی علوم میں سے کوئی علم میں نے نہیں پڑھا اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان علمی کتابیں میرے قلم سے لکھوائیں کہ دنیا اِن کو پڑھ کر حیران ہے اور وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اِس سے بڑھ کر اسلامی مسائل کے متعلق اَور کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ابھی تفسیر کبیر کے نام سے میں نے قرآن کریم کی تفسیر کا ایک حصہ لکھا ہے اسے پڑھ کر بڑے بڑے مخالفوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اِس جیسی آج تک کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ پھر ہمیشہ میں لاہور میں آتا رہتا ہوں اور یہاں کے رہنے والے جانتے ہیں کہ مجھ سے کالجوں کے پروفیسر ملنے آتے ہیں۔ سٹوڈنٹس ملنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر ملنے آتے ہیں۔ مشہور پلیڈر اور وکیل ملنے آتے ہیں۔ مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے مشہور عالم نے میرے سامنے اسلام اور قرآن پر کوئی اعتراض کیا ہو اور میں نے اسلام اور قرآن کی تعلیم کی روشنی میں ہی اسے ساکت اور لاجواب نہ کر دیا ہو اور اسے یہ تسلیم نہ کرنا پڑا ہو کہ واقعہ میں اسلام کی تعلیم پر کوئی حقیقی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہے ورنہ میں نے دنیوی علوم کے لحاظ سے کوئی علم نہیں سیکھا لیکن میں اِس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ خدا نے مجھے اپنے پاس سے علم دیا اور خود مجھے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی علوم سے حصہ عطا فرمایا۔

پھر آپؓ

علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے کے بارے میں

کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے علوم سکھائے، فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک گھنٹی بجی ہے اور اس میں سے ٹَن کی آواز پیدا ہوئی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک تصویر کے فریم کی صورت اختیار کر گئی۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اس فریم میں سے ایک تصویر نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور اس نے کہا میں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کے لیے آیا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ تب اس نے سورت فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ تک پہنچا تو کہنے لگا کہ آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اِس آیت تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اِس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ساری سورت فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔

اِس رؤیا کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ فہمِ قرآن کا ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملکہ میرے اندر اِس قدر ہے کہ

میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ جس مجلس میں چاہو میں یہ دعویٰ کرنے کے لیے تیار ہوں کہ سورت فاتحہ سے ہی میں تمام اسلامی علوم بیان کرسکتا ہوں۔

آپؓ کھل کے پبلک میں یہ تقریر کر رہے ہیں، دنیا کو بتا رہے ہیں، چیلنج دے رہے ہیں لیکن کبھی نہیں ہوا کہ آپؓ کے مقابلے میں اس طرح کوئی آیا ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں ابھی چھوٹا ہی تھا سکول میں پڑھا کرتا تھا کہ

ہمارے سکول کی فٹ بال ٹیم امرتسر کے خالصہ کالج کی ٹیم سے کھیلنے کے لیے گئی۔ مقابلہ ہوا اور ہماری ٹیم جیت گئی۔ اس پر باوجود اس مخالفت کے جو مسلمان ہماری جماعت کے ساتھ رکھتے ہیں چونکہ ایک رنگ میں مسلمانوں کی عزت افزائی ہوئی تھی اِس لیے امرتسر کے ایک رئیس نے ہماری ٹیم کو چائے کی دعوت دی۔ جب ہم وہاں گئے تو مجھے تقریر کرنے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ میں نے اس تقریر کے لیے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ جب مجھے کھڑا کیا گیا تو معاً مجھے فرشتہ کی تفسیر سکھانے والا یہ رؤیا یاد آ گیا۔تو پہلے میں نے اس کے اوپر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! تیرا فرشتہ مجھے خواب میں سورت فاتحہ کی تفسیر سکھا گیا تھا۔ آج میں اس بات کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ یہ خواب تیری طرف سے تھا یا میرے نفس کا دھوکا تھا۔

اگر یہ خواب تیری طرف سے تھا تو تُو مجھے سورہ فاتحہ کا آج کوئی ایسا نکتہ بتا جو اِس سے پہلے دنیا کے کسی مفسر نے بیان نہ کیا ہو۔

چنانچہ اِس دعا کے معاً بعد خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ایک نکتہ ڈالا اور میں نے کہا دیکھو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔اے مسلمانو! تم پانچ نمازوں میں اور اپنی نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا کیا کرو کہ ہم مغضوب اور ضال نہ بن جائیں۔ مغضوب کے معنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں خود بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ مغضوب کے معنی ہیں الیہود اور ضالّ کے معنی ہیں نصاریٰ۔ پس غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ سے مراد یہ ہے کہ الٰہی ہم یہودی نہ بن جائیں اور وَلَا الضَّآلِّیۡنَ سے مراد یہ ہے کہ ہم نصاریٰ نہ بن جائیں۔ اِس امر کی مزید وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِس امت میں ایک مسیح آئے گا۔ پس جو لوگ اس کا انکار کریں گے وہ لازماً یہود صفت بن جائیں گے۔ دوسری طرف آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عیسائیت کا فتنہ ایک زمانہ میں خاص طور پر بڑھ جائے گا۔ لوگ روٹی کے لیے، ملازمت کے لیے، سوسائٹی میں عزت حاصل کرنے کے لیے عیسائیت اختیار کر لیں گے یا دھوکا کھا کر اور اپنے مذہب کی تعلیم کو نہ سمجھ کر عیسائیت قبول کر لیں گے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ سورۂ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت نہ عیسائی اسلام کے زیادہ مخالف تھے اور نہ یہودی اسلام کے زیادہ مخالف تھے۔ اس وقت سب سے زیادہ مخالفت مکہ کے بت پرستوں کی طرف سے کی جاتی تھی مگر یہ دعا نہیں سکھائی گئی کہ الٰہی ہم بت پرست نہ بن جائیں بلکہ دعا یہ سکھائی گئی ہے کہ الٰہی ہم یہودی یا نصاریٰ نہ بن جائیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اِس سورہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرما دی تھی کہ مکہ کے بت پرست ہمیشہ کے لیے مٹا دیے جائیں گے اور ان کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔ پس اِس بات کی ضرورت ہی نہیں کہ ان کے متعلق مسلمانوں کو کوئی دعا سکھائی جائے۔ ہاں یہودیت اور عیسائیت، دونوں باقی رہیں گی اور تمہارے لیے ضروری ہو گا کہ ان کے فتنہ سے بچنے کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتے رہو۔ جب میری یہ تقریر ختم ہو چکی تو بعد میں بڑے بڑے رؤسا مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ نے قرآن خوب پڑھا ہوا ہے۔ ہم نے تو اپنی ساری عمر میں یہ نکتہ پہلی دفعہ سنا ہے۔ چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ ساری تفسیروں کو دیکھ لو کسی مفسر قرآن نے آج تک یہ نکتہ بیان نہیں کیا۔ حالانکہ میری عمر اس وقت بیس سال کے قریب تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ نکتہ مجھ پر کھولا۔غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اِسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی فضیلت اس پر ظاہر نہ کرسکوں۔ یہ لاہور شہر ہے۔لاہور میں آپؓ تقریر فرما رہے تھے یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں، بڑے بڑے علوم کے ماہر اِس جگہ پائے جاتے ہیں۔ میں اِن سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہوگیا اور مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا۔

(ماخوذ از میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 213 تا 217)

یہ واقعہ جیسا کہ آپؓ نے بتایا اُس وقت کا ہے جب آپؓ کی عمر بیس سال کی تھی اور اس وقت آپؓ کا خدا پر یقینِ کامل ہو چکا تھا لیکن یہ یقین کامل کس عمر میں ہوا، اس بارے میں خود حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں جس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ خود بچپن سے آپؓ کو مصلح موعود بننے کا مصداق بنا رہا تھا۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ سال 1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا۔ میں نے آپؑ سے وہ جبہ لے لیا۔ کسی اَور خیال سے نہیں بلکہ اس لیے کہ اس کا رنگ اور اس کا نقش مجھے پسند تھے۔ میں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں کے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور انیس سو سال نے دنیا میں قدم رکھا یعنی انیس سو عیسوی نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں؟ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟

میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلے پر سوچتا رہا۔

آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔

وہ گھڑی میرے لیے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ کتنا خوشی کا وقت تھا۔جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ گیارہ سال کی عمر میں یہ سوچ تھی۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔یعنی سنا ہوا جو ایمان تھا وہ علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ بہر حال کہتے ہیں میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا، آج میں پینتیس سال کا ہوں مگر آج بھی مَیں اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا! تیری ذات کے متعلق مجھے کوئی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زیادہ تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ میں لکھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک جبہ میں نے مانگ لیا تھا، جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جبہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے پہن لیا۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادے کے مقدس ہونے کا تھا۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت پھر دروازہ بند کر لیا اور خوب رو رو کر دعا کی، نفل پڑھے۔

(ماخوذ از یادِ ایام، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 365-366)

اس کی ایک اَور جگہ اس طرح آپ نے تفصیل بیان فرمائی ہے

گیارہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ کی پہچان کس طرح ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ میں گیارہ سال کا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اپنے عقیدے کو ایمان سے بدل لوں۔مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ میں اپنے مکان میں کھڑا تھا کہ یکدم مجھے خیال آیا کہ میں اس لیے احمدی ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ میرے باپ ہیں یا اس لیے احمدی ہوں کہ احمدیت سچی ہے اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد مَیں نے فیصلہ کیا کہ میں اس بات پر غور کر کے یہاں سے نکلوں گا اور اگر مجھے یہ پتہ لگ گیا کہ احمدیت سچی نہیں تو میں اپنے کمرے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ یہیں صحن سے باہر نکل جاؤں گا۔ یہ گیارہ سال کے بچے کی ایک سوچ تھی۔ کہتے ہیں بہر حال یہ فیصلہ کر کے مَیں نے غور کرنا شروع کیا اور قدرتی طور پر اس کے نتیجہ میں بعض دلائل میرے سامنے آئے جن پر مَیں نے جرح کی۔ کبھی ایک دلیل دوں اسے توڑ دوں۔ پھر دوسری دلیل دوں اسے ردّ کر دوں۔ پھر تیسری دلیل دوں اور اسے توڑوں یہاں تک کہ ہوتے ہوتے یہ سوال میرے سامنے آیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور کیا مَیں ان کو اس لیے سچا مانتا ہوں کہ میرے ماں باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سچے ہیں یا مَیں ان کو اس لیے سچا مانتا ہوں کہ مجھ پر دلائل کی رو سے یہ روشن ہو چکا ہے کہ واقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستباز رسول ہیں۔ جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میرے دل نے کہا اب مَیں اس امر کا بھی فیصلہ کر کے رہوں گا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر خدا تعالیٰ کے متعلق میرے دل میں سوال پیدا ہوا اور مَیں نے کہا یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ آیا مَیں خدا تعالیٰ کو یونہی عقیدے کے طور پر مانتا ہوں یا سچ مچ کی حقیقت مجھ پر منکشف ہو چکی ہے کہ دنیا کا ایک خدا ہے۔تب اللہ تعالیٰ کے سوال پر بھی مَیں نے غور کرنا شروع کیا اور میرے دل نے کہا کہ اگر خدا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سچے ہیں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو پھر احمدیت بھی یقیناً سچی ہے اور اگر دنیا کا کوئی خدا نہیں پھر ان میں سے کوئی بھی سچا نہیں۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ آج میں اس سوال کو حل کر کے رہوں گا اور اگر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ خدا نہیں تو پھر میں اپنے گھر میں نہیں رہوں گا بلکہ فوراً باہر نکل جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کر کے مَیں نے سوچنا شروع کر دیا اور سوچتا چلا گیا۔ اپنی عمر کے لحاظ سے چھوٹی عمر تھی مَیں اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا مگر پھر بھی مَیں غور کرتا چلا گیا یہاں تک کہ میرا دماغ تھک گیا۔

اس وقت مَیں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ اس دن بادل نہیں تھے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو اس طرح سکھانا چاہتا تھا۔ کہتے ہیں آسمان جو نہایت مصفّیٰ تھا اور ستارے نہایت خوش نمائی کے ساتھ آسمان پر چمک رہے تھے۔ ایک تھکے ہوئے دماغ کے لیے اس سے زیادہ فرحت افزا اور کون سا نظارہ ہوسکتا ہے۔ مَیں تھکا ہوا تھا۔ آسمان دیکھتا رہا۔ ستاروں کو انجوائے کر رہا تھا۔ تو مَیں نے بھی ان ستاروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ میں ان ستاروں میں کھو

گیا۔تھوڑی دیر کے بعد جب پھر میرے دماغ کو تروتازگی حاصل ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیسے اچھے ستارے ہیں مگر ان ستاروں کے بعد کیا ہو گا؟ میرے دماغ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ان کے بعد اَور ستارے ہوں گے پھر میں نے کہاان کے بعد کیا ہو گا؟اس کا جواب بھی میرے دل نے یہی دیا کہ اس کے بعد اَور ستارے ہوں گے۔ پھر میرے دل نے کہا اچھا تو پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ میرے دماغ نے پھر یہی جواب دیا کہ ان کے بعد اَور ستارے ہوں گے۔ مَیں نے کہا اچھا تو پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟اس کا بھی وہی جواب میرے دل اور دماغ نے دیا کہ کچھ اور ستارے ہوں گے۔تب میرے دل نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے اور تیسرے کے بعد چوتھے ستارے ہوں۔کیا یہ سلسلہ کہیں ختم نہیں ہو گا۔اگر ختم ہو گا تو اس کے بعد کیا ہو گا؟یہی وہ سوال ہے جس کے متعلق اکثر لوگ حیران رہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم جو کہتے ہیں کہ خدا غیر محدود ہے اس کے کیا معنی ہیں؟اور ہم جو کہتے ہیں کہ خدا ابدی ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ آخر کوئی نہ کوئی حد تو ہونی چاہیے۔ یہی سوال میرے دل میں ستاروں کے متعلق پیدا ہوا اور مَیں نے کہا کہ آخر یہ کہیں ختم بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔اگر ہوتے ہیں تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر ختم نہیں ہوتے تو یہ کیا سلسلہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔جب میرا دماغ یہاں تک پہنچا تو میں نے کہا خدا کی ہستی کے متعلق محدود اور غیر محدود کا سوال بالکل لغو ہے۔تم خدا تعالیٰ کو جانے دو ان ستاروں کے متعلق کیا کہو گے میری آنکھوں کے سامنے یہ پڑے ہیں۔اگر ہم ان کو محدود کہتے ہیں تو محدود وہ ہوتا ہے جس کے بعد دوسری چیز شروع ہو جائے۔ پس سوال یہ ہے کہ اگر ایک یہ محدود ہیں تو ان کے بعد کیا ہے۔ پھر اگر وہ محدود ہے تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر کہیں کہو کہ یہ غیر محدود ہیں تو اگر ستاروں کی غیر محدودیت کا انسان قائل ہوسکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی غیر محدودیت کا کیوں قائل نہیں ہوسکتا؟ تب میرے دل نے کہا کہ ہاں واقع میں خدا موجود ہے کیونکہ اس نے قانون قدرت میں وہی اعتراض رکھ دیا ہے جو اس کی ذات پر پیدا ہوتا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ تم مجھے غیر مرئی چیز سمجھ کر اگر یہ اعتراض کرتے ہو تو پھر وہ چیزیں جو تمہیں نظر آ رہی ہیں ان کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے جبکہ وہی اعتراض جو تم مجھ پر کرتے ہو ان پر بھی عائد ہوتا ہے اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔تم خدا تعالیٰ کے متعلق تو بے تکلفی سے یہ کہہ دو گے کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ غیر محدود ہے۔ دوسری جگہ آپؓ نے فرمایا کہ اس دلیل سے جب خدا تعالیٰ کا وجود مجھ پر ثابت ہو گیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی مجھ پر واضح ہو گئی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 19 صفحہ 689 تا 692)

بہر حال یہ بھی اللہ تعالیٰ کا آپ کو علوم سے پُر کرنے کا ایک ثبوت ہے۔ایک معمولی پڑھے ہوئے بچے کے دل میں اس طرح سوال پیدا کیے اور پھر خود راہنمائی بھی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں کیا خیالات رکھتے تھے۔

اس کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ آپؓ یہی سمجھتے تھے کہ یہ بچہ مصلح موعود ہو گا، مصلح موعود کا مصداق بنے گا۔حضرت مصلح موعودؓ ایک دو واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عرصہ ہوا جبکہ پہلے پہل مَیں نے چند ایک دوستوں کے ساتھ مل کر رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا۔ اس رسالے کو روشناس کرانے کے لیے جو مضمون میں نے لکھا جس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے وہ جب شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اس کی خاص تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حضورؑ اسے ضرور پڑھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں وہ رسالہ منگوایا اور غالباً مولوی محمد علی صاحب سے وہ مضمون پڑھوا کر سنا اور تعریف کی لیکن اس کے بعد جب میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے تعریف کر دی تھی لیکن بعد میں ذاتی طور پر پھر فرمایا کہ میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر میرا دل خوش نہیں ہوا اور فرمایا کہ ہمارے وطن میں ایک مثل مشہور ہے کہ اونٹ چالیس کا اور ٹوڈا بتالیس۔ یعنی ایک اونٹ کی قیمت کم ہے اور ٹوڈے کی، اس کے بچے کی اس سے دو روپے زیادہ ہے۔تم نے یہ مثل پوری نہیں کی۔حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میں تو اتنی پنجابی نہیں جانتا تھا۔ اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لیے میرے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھ کر حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا: شاید تم نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔فرمایا کہ ہمارے علاقے کی مثال ہے کہ کوئی شخص اونٹ بیچ رہا تھا اور ساتھ اونٹ کا بچہ بھی تھا جسے اس علاقے میں ٹوڈا کہتے ہیں۔ کسی نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپے ہے مگر ٹوڈے کی بیالیس روپے ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ٹوڈا اونٹ بھی ہے اور بچہ بھی ہے۔ اسی طرح تمہارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی۔ جب یہ تصنیف کی گئی تو اس وقت آپؑ کے سامنے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کوئی ایسا اسلامی لٹریچر موجود نہ تھا مگر تمہارے سامنے یہ موجود تھی اور امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے، اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں مامورین سے بڑھ کر علم تو کوئی کیا لا سکتا ہے۔ (یہ سوال نہیں تھا۔) سوائے اس کے کہ ان کے پوشیدہ خزانوں کو نکال نکال کر پیش کرتے رہیں۔حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ

بعد میں آنے والی نسلوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ گذشتہ بنیاد کو اونچا کرتے رہیں۔

اب حضرت خلیفہ اولؓ آپ کی صحت کی حالت کو بھی جانتے تھے، علم کو بھی جانتے تھے۔ اس کے باوجود آپ کے بارے میں اتنے اعلیٰ خیالات رکھنا بتاتا ہے کہ یقیناً آپ سمجھتے تھے اور آپ کو پتہ تھا کہ یہ بچہ ایسا ہے۔ اور اس لڑکے میں اتنی صلاحیت ہے کہ یہ اعلیٰ ترین مضامین لکھ سکتا ہے۔ بہر حال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے آئندہ نسلیں اگر ذہنوں میں رکھیں خود بھی برکات اور فضل حاصل کرسکتی ہیں اور قوم کے لیے بھی برکات اور فضلوں کا موجب ہوسکتی ہیں مگر اپنے آبا سے آگے بڑھنے کی کوشش نیک باتوں میں ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ چور کا بچہ یہ کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر چور ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ نمازی آدمی کی اولاد کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر نمازی ہو۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 484-485)

حضرت مصلح موعودؓ کی بچپن کی صحت کی حالت کا ایک واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپؓ کی صحت کی حالت اور علمی حالت کا ایک اَور واقعہ ہے۔ دراصل یہ بھی حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپؓ سے محبت اور شفقت کا واقعہ ہے جو یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ

آپؑ اس یقین پر قائم تھے کہ یہ بچہ مصلح موعود ہونے والا ہے۔

بہر حال حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ چونکہ طبیب بھی تھے اور اِس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اِس قابل نہیں کہ میں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اِس لیے آپ کا طریق تھا کہ آپؓ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے میاں! میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ پھر آپ اپنی صحت کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اِس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں میری آنکھوں میں ککرے پڑ گئے تھے۔ پہلے بھی آنکھوں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دکھتی رہیں اور ایسی شدید تکلیف ککروں کی وجہ سے پیدا ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اِس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اِس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری صحت کے لیے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے میرے لیے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپؑ نے کتنے روزے رکھے۔ بہر حال تین یا سات روزے آپؑ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لیے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو یکدم مَیں نے آنکھیں کھول دیں اور مَیں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب افطاری کرنے لگے تھے تو اس وقت حضرت مصلح موعود نے کہا میں نے آنکھیں کھولیں اور میں نے آنکھیں کھول کے کہا مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اِس بیماری کی شدت اور اِس کے متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ اس کی تفصیل آپؓ بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر اس سے کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا جانا پہچانا ہوا ہو تو میں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آ سکتی۔ صرف دائیں آنکھ کام کرتی ہے مگر اس میں بھی ککرے پڑ گئے اور وہ ایسے شدید ہو گئے کہ کئی کئی راتیں میں جاگ کر کاٹا کرتا تھا۔

تو یہ صحت کی حالت ہے اور پھر دیکھیں آپؓ کے علمی کام۔ کس طرح

خدا تعالیٰ کی تائیدات نے آپؓ کو نوازا۔

بہر حال آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اِس کی مرضی پر ہو گی۔ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اِس پر زور نہ دیا جائے کیونکہ اِس کی صحت اِس قابل نہیں کہ یہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ تم قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولوی صاحب سے پڑھ لو یعنی حضرت خلیفہ اولؓ سے پڑھ لو۔ اِس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے۔

بہر حال آپؓ فرماتے ہیں غرض اِس رنگ میں میری تعلیم ہوئی اور میں درحقیقت مجبور بھی تھا کیونکہ بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا۔ بے شمار بیماریاں تھیں۔ چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا رہا۔ پھر اس کے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی تھی۔ ریڈ آئیو ڈائیڈ آف مرکری (MERCURY) کی تلی کے مقام پر مالش کی جاتی تھی۔ اِسی طرح گلے پر اِس کی مالش کی جاتی کیونکہ مجھے خنازیر کی بھی شکایت تھی۔ غرض آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی، عظم طحال (تلی کی بیماری) کی شکایت پھر اِس کے ساتھ بخار کا شروع ہونا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا اور میری پڑھائی کے متعلق بزرگوں کا فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھ لے اِس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ اِن حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہو گا۔

ایک دفعہ ہمارے نانا جان
حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا۔

فرمایا کہ اب بھی میرا خط اچھا نہیں ہے مگر اس زمانہ میں میرا اتنا بد خط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا کہ میں نے کیا لکھا ہے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ پتا لگائیں میں نے کیا لکھا ہے مگر انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ میر صاحب کی طبیعت میں بڑی تیزی تھی۔ غصہ میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ میں بھی اتفاقاً اس وقت گھر میں ہی تھا۔ ہم تو پہلے ہی ان کی طبیعت سے ڈرا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں نانا تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچے تو اَور بھی ڈر پیدا ہوا کہ اب نہ معلوم کیا ہو۔ خیر میر صاحب آ گئے اور حضرت صاحبؑ سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ میں نے اِس کا اردو کا امتحان لیا تھا۔ آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں اِس کا اتنا بُرا خط ہے کہ کوئی بھی یہ خط نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اِسی جوش کی حالت میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہنے لگے آپ بالکل پروا نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب میر صاحب کو اِس طرح جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا بلاؤ مولوی صاحب کو۔ جب آپ کو کوئی مشکل درپیش آتی تو آپ ہمیشہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ آپ تشریف لائے اور حسبِ معمول سر نیچے ڈال کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب میں نے آپ کو اِس غرض کے لیے بلایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اِس کا امتحان لے لیا جائے۔ یہ کہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر میں ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اِس کو نقل کرو۔ بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیا۔ میں نے بڑی احتیاط سے اور بڑی سوچ سمجھ کر اس کو نقل کر دیا۔ اول تو وہ عبارت کوئی زیادہ لمبی نہیں تھی۔ دوسرے میں نے صرف نقل کرنا تھا اور نقل کرنے میں تو اَور بھی آسانی ہوتی ہے کیونکہ اصل چیز سامنے ہوتی ہے اور پھر میں نے آہستہ آہستہ نقل کیا۔ الف اور با وغیرہ احتیاط سے ڈالے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اِس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول تو پہلے ہی میرے حق میں تھے اور میری تائید میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے کہ حضور! میر صاحب کو یونہی جوش آ گیا ورنہ اس کا خط تو بڑا اچھا ہے۔ تو یہ حالات تھے میرے۔ کہتے ہیں ایسے حالات میں دیکھ لو کہ میں نے ظاہری علم کیا حاصل کرنا تھا۔

پھر

اپنی تعلیمی قابلیت کے بارے میں ایک موقع پر آپؓ فرماتے ہیں

کہ حضرت خلیفہ اولؓ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میاں! تمہاری صحت ایسی نہیں کہ تم خود پڑھ سکو۔ میرے پاس آ جایا کرو۔ میں پڑھتا جاؤں گا اور تم سنتے رہا کرو۔ چنانچہ انہوں نے زور دے دے کر پہلے قرآن پڑھایا پھر بخاری پڑھا دی۔ یہ نہیں کہ آپؓ نے آہستہ آہستہ مجھے قرآن پڑھایا بلکہ آپؓ کا طریق یہ تھا کہ آپ قرآن پڑھتے جاتے اور ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کرتے جاتے۔ کوئی بات ضروری سمجھتے تو بتا دیتے ورنہ جلدی جلدی پڑھاتے جاتے۔ آپؓ نے تین مہینہ میں مجھے سارا قرآن پڑھا دیا۔ اس کے بعد پھر کچھ ناغے ہونے لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپؓ نے پھر مجھے کہا کہ میاں! مجھ سے بخاری تو پوری پڑھ لو۔ فرماتے ہیں کہ دراصل میں نے آپؓ کو بتا دیا تھا یعنی خلیفہ اول کو بتا دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب سے قرآن اور بخاری پڑھ لو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی مَیں نے آپؓ سے قرآن اور بخاری پڑھنی شروع کر دی تھی گو ناغے ہوتے رہے۔ اسی طرح طب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے ماتحت میں نے آپؓ سے شروع کر دی تھی۔

بہرحال فرماتے ہیں کہ غرض مَیں نے آپؓ سے طب بھی پڑھی اور قرآن کریم کی تفسیر بھی۔ قرآن کریم کی تفسیر آپؓ نے دو مہینے میں ختم کرا دی۔ آپؓ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور کبھی نصف اور کبھی پورا پورا پارہ ترجمہ سے پڑھ کر سنا دیتے۔ کسی کسی آیت کی تفسیر بھی کر دیتے۔ اِسی طرح بخاری آپؓ نے دو تین مہینہ میں مجھے ختم کرا دی۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں آپؓ نے سارے قرآن کا درس دیا تو اس میں بھی میں شریک ہو گیا۔ چند عربی کے رسالے بھی مجھے آپؓ سے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ غرض یہ میری علمیت تھی۔

(ماخوذ از الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 532 تا 537)

اپنی پہلی تقریر اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پسندیدگی کا اظہار

اس کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک استاد تھے میں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں درس دیتا تو وہ باقاعدہ میرے درس میں شامل ہوتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں میرے ایک اَور استاد تھے۔ جب کبھی وہ درس دے رہے ہوتے تو پہلے صاحب مسجد میں آ کر انہیں درس دیتے ہوئے دیکھتے تو چلے جاتے اور کہتے کہ اس کی باتیں کیا سُنّی ہیں یہ تو سنی ہوئی ہیں۔ مگر میرے درس میں باوجود اس کے کہ میں ان کا شاگرد تھا بوجہ اس کے کہ مجھ پر حسن ظنی رکھتے تھے ضرور شامل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کے درس میں اس لیے شامل ہوتا ہوں کہ اس کے ذریعہ قرآن کریم کے بعض نئے مطالب مجھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ بعض لوگوں پر چھوٹی عمر میں ہی ایسے علوم کھول دیے جاتے ہیں جو دوسروں کے وہم اور گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ دراصل بات تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مصلح موعود کا مصداق بنانا تھا اس لیے خود ہی تعلیم بھی دے رہا تھا۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں غالباً مسجد اقصیٰ کی بات ہے 1907ء میں سب سے پہلی دفعہ میں نے پبلک تقریر کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا، وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔ جلسہ کا موقع تھا۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ میں نے سورت لقمان کا دوسرا رکوع پڑھا اور پھر اس کی تفسیر بیان کی۔ میری اپنی حالت اس وقت یہ تھی کہ جب میں کھڑا ہوا تو چونکہ اس سے پہلے میں نے پبلک میں کبھی لیکچر نہیں دیا تھا اور میری عمر بھی اس وقت صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ پھر اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ بھی موجود تھے اور انجمن کے ممبران بھی تھے اور بہت سے اَور دوست بھی آئے ہوئے تھے اس لیے میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس وقت مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے اور کون نہیں۔ تقریر آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ جاری رہی۔ جب میں تقریر ختم کر کے بیٹھا تو مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میاں! میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی اعلیٰ تقریر کی۔ میں تمہیں خوش کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ واقعی اچھی تھی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 22 صفحہ 472-473)

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہو یا کسی دنیاوی مضمون کا، جب بھی آپ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپ نے علم و عرفان کے دریا بہا دیے۔

بے شمار موقعوں پر آپ کی تقاریر کو غیروں نے بھی بے حد سراہا اور یہ بھی ریکارڈ میں موجود ہے اور برملا پبلک کے سامنے ان کی تعریف کی۔ اخباروں نے بھی خبریں جمائیں اور اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ بہرحال آپ کا لٹریچر اور خطبات ایک قیمتی خزانہ ہیں ہزاروں صفحات میں شاید لاکھ کے قریب صفحات ہوں گے۔ اب انگریزی میں بھی اور دوسری زبانوں میں بھی یہ ترجمہ ہو رہا ہے۔ ہمارا بھی کام ہے کہ اس سے استفادہ کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے

وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ سے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے

اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اِس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت

کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

بھلا کس شخص کی طاقت تھی کہ وہ 1886ء میں آج سے پورے اٹھاون سال قبل'' جب آپ بیان کر رہے ہیں اس وقت اٹھاون سال ہو چکے تھے ''اپنی طرف سے یہ خبر دے سکتا کہ اس کے ہاں نو سال کے عرصہ میں ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں پھیلائے گا، وہ علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی قربت اور اس کی رحمت کا وہ ایک زندہ نشان ہو گا۔ یہ خبر دنیا کا کوئی انسان اپنے پاس سے نہیں دے سکتا تھا۔ خدا نے یہ خبر دی اور پھر اسی خدا نے اِس خبر کو پورا کیا۔ اس انسان کے ذریعہ جس کے متعلق ڈاکٹر یہ امید نہیں۔'' اس انسان کے ذریعہ اس کو پورا کیا جس کے متعلق ڈاکٹر یہ امید نہیں'' رکھتے تھے کہ وہ زندہ رہے گا یا لمبی عمر پائے گا۔''

پھر اپنی صحت کے بارے میں بتایا ہے کہ ''میری صحت بچپن میں ایسی خراب تھی کہ ایک موقع پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دیا کہ اِسے سِل ہو گئی ہے کسی پہاڑی مقام پر اِسے بھجوا دیا جائے۔'' ٹی بی کی وجہ سے۔ ''چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے شملہ بھجوا دیا مگر وہاں جا کر میں اداس ہو گیا اور اِس وجہ سے جلدی ہی واپس آ گیا۔'' فرمایا کہ ''غرض ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی اُس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اِس لئے زندہ رکھا کہ اس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر مَیں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا، وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ

میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو مَیں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

لیکن کوئی نہیں آیا مقابلہ پر۔ ''لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔

خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔''

اور آپؓ نے اس کام کو کیا۔ آپؓ کے زمانے میں بے شمار تراجم قرآن کریم کے شائع ہوئے۔ بے شمار تو نہیں کافی حد تک شائع ہوئے اور پھر اسی کام کو اب تک آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ آپؓ کی زندگی میں سترہ اٹھارہ زبانوں میں ترجمے ہو گئے تھے۔ اسی طرح اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک آپؓ کے زمانے میں پہنچی۔

فرمایا کہ ''دنیا زور لگا لے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مِل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اِس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔''

(الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 613-614)

پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی۔ آپؓ نے اپنا دَور بھی گزارا لیکن پیشگوئی کے جو الفاظ ہیں یہ اس وقت تک قائم ہیں اور یہ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہیں گے اور یہ چلتی چلی جائے گی جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے اور اس کو یاد رکھنا تبھی فائدہ مند ہے جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا پر اسلام کی سچائی ظاہر کر کے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سوا اَور کوئی نہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ لہرائے اور دنیا میں اسلام پھیلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11مارچ 2022ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اکبر کے نعرے مارتے ہوئے جب قادیان آئے تو اس الہام کی تمام تفصیل حضرت اقدس کے حضور پہنچی۔ اور مَیں نے لکھ کر مفصل عرض کیا۔ اس پر حضور نے مجھے لکھا۔ ''آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ یہ آپ کی صفائی قلب کی علامت ہے۔'' اس طرح حضور خدام کے کشوف اور رؤیا پر اظہارِ خوشنودی فرماتے تھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 11 صفحہ 312-313 روایات حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّرؓ)

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان فرماتے ہیں کہ جب دیوار کا مقدمہ تھا تو حضرت اقدس بٹالہ تاریخ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے (یعنی قادیان میں ان کے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ جو دیوار کا مقدمہ تھا) حضور نے فرمایا کہ جس کسی کو خواب آوے وہ مجھے بتلاوے اور کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''تُو یوسف ثانی ہے۔'' یوسف کو بھی بھائیوں کی وجہ سے تکلیف پہنچی تھی۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''تو یوسفِ ثانی ہے''۔ کہتے ہیں مَیں نے بھی ایک خواب حضور کو سنائی کہ مَیں ایک میٹھا خربوزہ کھا رہا ہوں۔ جب مَیں نے اُس کی ایک کاش اپنے لڑکے عبداللہ کو دی تو وہ خشک ہو گئی۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں اسی بیوی سے ایک اَور لڑکا پیدا ہو گا مگر وہ زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایک لڑکا میرے ہاں پیدا ہوا اور گیارہ ماہ کا ہو کر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس بیوی سے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ (گو اس خواب کا مقدمہ سے تعلق تو نہیں تھا، لیکن بہر حال انہوں نے اس وقت یہ خواب دیکھی تو یہ بتائی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیرمطبوعہ جلد 10 صفحہ 355 روایات حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں)

(خطبہ جمعہ 8/ فروری 2013ء)

آج کی دعا

رَبِّ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ

(القصص: 22)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے ظالم قوم سے نجات بخش۔

یہ قرآن مجید میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ظالم قوم سے نجات کی دعا ہے۔

اس دعا سے پہلی آیت میں کچھ یوں مذکور ہے کہ

اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے موسیٰ! یقیناً سردار تیرے خلاف منصوبہ بنا رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ پس نکل بھاگ۔ یقیناً میں تیری بھلائی چاہنے والوں میں سے ہوں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا مذکور ہے جب آپؑ خدائی حکم کے تحت ہجرت کر رہے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

ماہِ شعبان

شب ِبرأت اور اُمت مسلمہ کی بے اعتدالیاں

شعبان کی لغوی بحث اور اس کے معنی

شعبان اسلامی کیلنڈر کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ اس کا تلفظ یوں ہے ش مفتوح (شَ) ع ساکن (عْ) اور ب مفتوح (بَ) یعنی شَعْبَان یہ لفظ ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کی جمع شعبانات اور شعابین آتی ہے۔

لفظ شعبان شعب سے مشتق ہے۔شعب باب فَتَحَ یَفْتَحُ اور سَمِعَ یَسْمَعُ سے مصدر ہے۔

شعبان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لغت لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ عرب لوگ ماہِ رجب (شعبان سے پچھلا مہینہ) میں آرام وسکون کرنے کے بعد شعبان میں کاروبار تجارت اور دیگر امور کی انجام دہی کے لئے ملک کے اطراف و اکناف میں پھیل جاتے اور دوسرے علاقوں میں نکل جاتے اسی مناسبت سے یہ مہینہ شعبان کہلایا۔ دورِ جاہلیت یعنی اسلام سے قبل شعبان کو عاذل، وعل اور موحب بھی کیا جاتا تھا۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ’’شعبان‘‘ عربی زبان کے لفظ ’’شَعْبٌ‘‘ سے بنا ہے، جس کے معنی پھیلنے کے آتے ہیں اور چونکہ اس مہینے میں رمضان المبارک کے لئے خوب بھلائی پھیلتی ہے اسی وجہ سے اس مہینے کا نام ’’شعبان‘‘ رکھا گیا۔

ماہ شعبان اور کثرتِ صیام

شعبان میں آنحضرت ﷺ کا یہ طریق مبارک تھا کہ آپ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ نفلی روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَارَأَیْتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِسْتَکْمَلَ صِیَامَ شَھْرٍ قَطُّ اَلَّا رَمَضَانَ وَمَارَأَیْتُہ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ مِنْہُ صِیَامًا فِیْ شَعْبَانَ

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

یعنی میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (پورے اہتمام کے ساتھ) رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔

ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں:

کَانَ اَحَبُّ الشُّھُوْرِاِلٰی رسولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أن یَّصومَہ شَعْبَان ثُمَّ یَصِلُہ بِرَمَضَانَ

(کنزالعمال حدیث 24584)

یعنی رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ شعبان کے روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملادیں۔

اسی طرح ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یَصُوْمُ مِنَ السَّنَۃِ شَھْرًا تَامًّا اِلَّا شَعْبَانَ یَصِلُہٗ بِرَمَضَانَ

(ابوداؤد کتاب الصیام)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان اور رمضان کے سوا لگاتار دو مہینے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پورے مہینے کے ساتھ ساتھ شعبان کے بھی تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان کرتی ہیں کہ

کَانَ اَحَبُّ الشُّھُوْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یَصُوْمَہٗ شَعْبَانَ ثُمَّ یَصِلُہٗ بِرَمَضَانَ

(ابوداؤد کتاب الصیام)

رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھنے کے لئے شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا۔ پھر آپ اسے گویا رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔

ان تمام احادیث سے یہ علم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت شعبان میں زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔

شعبان میں کثرتِ صیام کی حکمت

ماہ شعبان میں آپ ﷺ کے زیادہ روزے رکھنے کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ تاہم ان میں سے اولی حکمت وہ ہے جس کا ذکر سنن نسائی میں ایک روایت میں آیا ہے۔

(1)اللہ تعالیٰ کی طرف اعمال کا اٹھایا جانا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے (نفلی) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

ذَلِکَ شَھْرٌ یَغْفُلُ النَّاسُ عَنْہُ بَیْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَھُوَ شَھْرٌ تُرْفَعُ فِیْہِ الْاَعْمَالُ إِلَی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ یُرْفَعَ عَمَلِیْ وَأَنَا صَائِمٌ

(نسائی کتاب الصیام)

شعبان وہ مہینہ ہے جس میں لوگ رجب اور رمضان کے درمیان روزے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اوپر اٹھائے جائیں۔

(2) رمضان کی تعظیم اور روحانی تیاری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ:

اَیُّ الصَّوْمِ افضلُ بَعْدَ رَمَضَانَ قال شعبانُ لِتَعْظِیْمِ رمضان

(ترمذی شریف باب فضل الصدقہ)

ترجمہ: رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: رمضان کی تعظیم کے لیے شعبان کا روزہ۔

یعنی رمضان المبارک کی عظمت، اس کی روحانی تیاری، اس کا قرب اور اس کے خاص انوار وبرکات کے حصول اور ان سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور ادعیہ ماہِ شعبان میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھنے کا سبب بنتا تھا اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے۔

(3) ہر مہینے کے تین دن کے روزوں کا جمع ہونا۔

ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ تقریباً ہر مہینے تین دن یعنی ایامِ بیض (تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے رکھتے تھے، (نسائی شریف) لیکن بسا اوقات سفر وضیافت وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جاتے اور وہ کئی مہینوں کے جمع ہوجاتے، تو ماہِ شعبان میں ان کی قضا فرماتے تھے۔

احادیث کے مطالعہ سے بھی معلوم پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ شعبان کے دنوں کی دوسرے مہینوں کی بہ نسبت بہت زیادہ حفاظت کرتے تھے۔ انہیں شمار کرتے رہتے اور صحابہ کرام کو بھی حکم دیتے تا کہ رمضان کی روزے شعبان کے ساتھ غلط ملط نہ ہو جائیں۔

ماہ شعبان اور شب برأت

شعبان کی پندرھویں رات کو لیلۃ البراءت۔لیلۃ الصک، لیلۃ الرحمۃ، اورلیلۃ المبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔مگرعرف عام میں یہ رات ’’شب برأت‘‘ کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ عام بول چال میں لوگ اسے ’’شب برات‘‘ بھی کہتے ہیں

شب برأت دراصل فارسی اور عربی کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ شب، فارسی میں رات کو کہتے ہیں۔اور برات اگر الف اور ت کے درمیان ہمزہ (ء) ہو تو عربی کا لفظ ہے یعنی براءت۔جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔قرآن مجید میں ہے۔

بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖۤ اِلَی الَّذِیۡنَ عٰہَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ؕ﴿۱﴾

(التوبہ:1)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری (کا پیغام بھیجا جارہا) ہے اُن مشرکین کی طرف جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے۔

اگر لفظ برات کے الف اور ت کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا۔ فارسی اور اُردو دونوں میں الگ الگ معنی کے لئے بولا جاتا ہے۔ فارسی میں برات بمعنی حصہ، نقد، تقدیر وغیرہ ہے۔ اور اُردو میں وہ جلوس جو دولہا کی شادی میں اس کے ساتھ جاتا ہے۔

شب برأت کے قائلین کے استدلال

احادیث کا مطالعہ کرنے سے شعبان اور 15 شعبان کی اہمیت و فضیلت کے حوالہ سے بعض احادیث ملتی ہیں۔ چنانچہ ان میں سب سے مشہور حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قالت فَقَدتُّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَیْلَۃً فَخَرَجْتُ فَاِذَا ھُوَبِالبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللہُ عَلَیْكِ؟ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وتَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ

(جامع ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا، تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں ہیں، آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: کیا تو یہ اندیشہ رکھتی ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ بے انصافی کرے گا؟ (یعنی تیری باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس چلا جائے گا؟) میں نے عرض کیا کہ یا

رسول اللہ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلۂ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ (بنو کلب عرب کا ایک قبیلہ تھا، عرب کے تمام قبائل سے زیادہ اس کے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔)

اسی طرح ایک دوسری حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِيْ فَاَغْفِرَ لَهُ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهُ اَلَا مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهُ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

(ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب نصف شعبان کی رات آجائے تو تم اس رات میں قیام کیا کرو اور اس کے دن (پندرہویں تاریخ) کا روزہ رکھا کرو؛ اس لیے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے سے طلوعِ فجر تک قریب کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟، کیا ہے کوئی مجھ سے رزق کا طالب کہ میں اس کو رزق عطا کروں؟ کیا ہے کوئی کسی مصیبت یا بیماری میں مبتلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ کیا ہے کوئی ایسا؟ اللہ تعالیٰ برابر یہ آواز دیتا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجاتا ہے۔

ان احادیث کے بارے میں علماء کا ایک بڑا طبقہ یہ مانتا ہے کہ ان کے بعض راوی ضعیف ہیں۔ اور یہ احادیث موضوع ہیں۔ بہرحال اس قسم کی روایت کی موجودگی میں وقت کے ساتھ شب برأت کے ساتھ مفروضے اور قصے بھی شامل ہوگئے ہیں۔ گو ان قصوں کا شب برأت سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

(الف) جیسے مشہور ہے کہ جنگ اُحد میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دندان مبارک شہید ہونے کے بعد آج کے روز سخت غذا کھانے کے قابل ہوئے تھے۔ اس خوشی میں مٹھائیاں اور حلوے تیار کر کے تقسیم کئے جاتے ہیں۔

(ب) شیعہ حضرات اس روز کو امام غائب کی پیدائش کا دن تصور کرتے ہیں۔

(ج) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح زمین پر انسانوں کے لئے دو خوشیاں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی دو عیدیں یعنی شب برأت اور شب قدر ہیں۔

جہاں تک روایات میں اس رات کی فضیلتوں کا تعلق ہے وہ مختلف زاویوں سے بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً

1. اس رات انسانوں کا رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔
2. انسان کی تقدیر لکھی جاتی ہے۔
3. اس رات کی عبادت سے سال بھر کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں
4. اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں (یہ قبیلہ بکریاں پالا کرتا تھا) کے بالوں سے بھی زیادہ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔
5. اس رات انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔
6. اس رات اللہ تعالیٰ مختلف حاجات کا نام لے لے کر بلاتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرنے والا یا کچھ مانگنے والا۔ میں اس کی مراد پوری کروں گا۔ مثلاً کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے اس کو بخش دوں۔ کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا ہے اسے میں رزق دوں۔ کوئی ہے جو مصیبت سے نجات مانگنے میں اسے نجات دوں۔
7. اس رات آئندہ پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست تیار ہوتی ہے۔

شب برات کے بارہ میں احادیث کی صحت اور ضعف پر تو یہاں تبصرہ کرنا مقصود نہیں تاہم یہ بات مسلم ہے کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ اس رات خصوصی عبادت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپؐ نے ایک دفعہ جنت البقیع میں عبادت کی۔

لیلۃ المبارکہ سے مراد شب برأت نہیں

شب برات منانے کے قائلین قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں شب برأت کا ذکر ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۴﴾ فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ﴿۵﴾

(الدخان آیت 4-5)

یقیناً ہم نے اسے (یعنی قرآن کو) ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے۔ ہم بہرصورت انذار کرنے والے تھے۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

شب برات کے قائلین ''لیلہ مبارکہ'' سے شب برات مراد لیتے ہیں۔ انہوں نے ''لیلہ مبارکہ'' یعنی برکت والی رات کو الگ رات قرار دے کر ''لیلۃ القدر'' کی تمام فضیلتیں شب برات کے ساتھ منسوب کر دی ہیں جو درست نہیں ہے۔ لیلۃ القدر کو ہی دوسری جگہ لیلہ مبارکہ یعنی خیر وبرکت والی رات کہا گیا ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم ماہ رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ۔ (البقرہ:186) کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ اور اس میں عبادت کرنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحابہ کرام میں قرآن کریم سمجھنے کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ صحابہ رسول ﷺ میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور دیگر مفسرین میں سے حضرت قتادہؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک ''لیلہ مبارکہ'' سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ کیونکہ دونوں راتوں میں قرآن کریم کا نزول قدر مشترک ہے۔ لہٰذا ''لیلہ مبارکہ'' سے ''شب برات'' مراد لینا درست نہیں ہے۔ ''لیلہ مبارکہ'' اور لیلۃ القدر ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔

حضرت امام رازیؒ تفسیر کبیر میں سورۃ الدخان کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

''لیلہ مبارکہ کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دراصل لیلۃ القدر ہی ہے۔ مفسرین کی اکثریت نے جو لیلہ مبارکہ کو لیلۃ القدر قرار دیتی ہے اپنے قول کی تائید میں درج ذیل دلائل سے استنباط کیا ہے:

اول۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق سورۃ القدر میں فرمایا ہے کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ کہ ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ اور سورہ دخان کی اس آیت میں فرمایا اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کہ ہم نے اس قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ لیلہ مبارکہ کو ہی لیلۃ القدر کا نام دیا گیا ہے تاکہ دونوں آیات میں تناقض نہ رہے۔

دوسری دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ

(البقرہ:186)

یعنی: رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔

یہاں خدا تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ قرآن کا نزول رمضان کے مہینہ میں ہوا اور سورۃ دخان کی اس آیت میں فرمایا کہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ کہ ہم نے قرآن کو لیلہ مبارکہ میں نازل کیا۔ پس اس سے لازم آیا کہ یہ رات رمضان کے مہینوں میں سے ایک رات ہے (نہ کہ شعبان کی رات)۔ اور جس کسی نے لیلہ مبارکہ کو رمضان کے مہینہ میں تسلیم کیا ہے اس نے اسے لیلۃ القدر ہی قرار دیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ لیلۃ القدر ہی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی صفت میں بیان فرمایا ہے

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ

کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور یہاں لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا فِیۡهَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ کہ اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے اس قول سے مناسبت رکھتا ہے کہ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا کہ اس رات میں فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں۔

لیلہ مبارکہ کی صفت میں فرمایا اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا۔ اور لیلۃ القدر کی صفت میں فرمایا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ۔ یہاں فرمایا: رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ اور سورہ القدر میں فرمایا سَلٰمٌ هِیَ۔ پس جب اس قدر اوصاف مشترک ہیں تو ثابت ہوا کہ دونوں راتیں دراصل ایک ہی رات کے دو نام ہیں۔

جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے جو شعبان کی پندرھویں رات کو لیلہ مبارکہ قرار دیتا ہے تو میں نے ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ انہوں نے عام افراد سے نقل کرنے پر ہی قناعت کی ہے۔

شب برأت کو عربی میں ''لیلۃ البراءۃ'' یعنی بریت کی رات کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس طرح ٹیکس collector جب کسی سے ٹیکس لے لیتا ہے تو اس کے حق میں بریت لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس رات میں اپنے بندوں کے لیے جہنم سے بریت لکھتا ہے۔

علامہ زمخشریؒ تفسیر کشاف میں لیلہ مبارکہ والی آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ البتہ بعض لوگ اس سے نصف شعبان کی رات مراد لیتے ہیں جس کے چار نام بیان کیے جاتے ہیں۔ 1۔ لیلہ مبارکہ۔ 2۔ لیلۃ البراءۃ 3۔ لیلۃ الصک (دستاویز والی رات)۔ 4۔ لیلۃ الرحمۃ۔ کہا جاتا ہے کہ اس رات اور لیلۃ القدر کے درمیان چالیس راتیں ہیں۔ لیلۃ البراءۃ یعنی شب برات اور لیلۃ الصک کی وجہ تسمیہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح ٹیکس collector جب کسی سے ٹیکس لے لیتا ہے تو اس کے حق میں بریت والی دستاویز لکھ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس

رات میں اپنے بندوں کے لیے جہنم سے بریت لکھتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس رات کی پانچ خصوصیات ہیں:

(1) اس میں ہر حکمت والے امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس رات عبادت کی بہت فضیلت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس رات 100 رکعات ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجے گا جن میں سے 30 فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے، 30 فرشتے اسے آگ کے عذاب سے امن میں رکھیں گے، 30 فرشتے اس سے دنیا کی آفات دور کریں گے اور 10 فرشتے اس سے شیطان کی تدبیروں کو دور کریں گے۔

(2) اس رات رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اس رات اللہ تعالیٰ میری امت پر بنو کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کے برابر رحم کرے گا۔

(3) اس رات حصول مغفرت ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات سب مسلمانوں کو بخش دیتا ہے سوائے کاہن، جادوگر، کینہ پرور، شراب کا عادی، والدین کا نافرمان اور زنا پر اصرار کرنے والے کے۔

(4) رسول اللہ ﷺ کو اس رات مکمل شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ نے شعبان کی تیرھویں رات اپنی امت کے بارے میں یہ حق مانگا تو آپ کو تیسرے حصے کی شفاعت کا حق دیا گیا پھر چودھویں رات کو یہ حق مانگا تو آپ کو امت کے دو تہائی حصے کے بارہ میں شفاعت کا حق دیا گیا پھر آپ نے پندرھویں شعبان کو یہ حق مانگا تو آپ کو ساری امت کی شفاعت کا حق دے دیا گیا سوائے ایسے شخص کے جو اللہ کی اطاعت سے ایسے بدک کر نکل جائے جیسے اونٹ اپنے مالک کے سامنے بدک کر بھاگ جاتا ہے۔

(5) اس رات اللہ تعالیٰ زمزم کے پانی کو ظاہری طور پر زیادہ کر دیتا ہے۔

تاہم اکثریت لیلہ مبارکہ سے لیلۃ القدر ہی مراد لیتی ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءۃ کے متعلق خدا تعالیٰ کے اقوال باہم مطابقت رکھتے ہیں جیسے فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ۔ پھر فرمایا: فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ یہ قول تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ والے قول کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ۔ مطابقت رکھتا ہے اس سے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں آتی ہے۔

(تفسیر کشاف علامہ زمخشری زیر آیت الدخان:1-8)

مندرجہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں سے زیادہ ماہ شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ ماہِ شعبان کے اکثر حصے کے روزے رکھے جائیں، یہ نہ ہو سکے تو ماہ شعبان کے نصف اوّل کے روزے رکھے جائیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام بیض (15، 14، 13 شعبان) کے روزے رکھے جائیں اور اتنا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم پندرہ شعبان کا روزہ تو رکھ ہی لے، یہ روزہ بھی ان شاء اللہ موجب اجر ہوگا۔

ایک غلط خیال: شب برأت کی رات عبادت کرنے والے کو سارا سال عبادت کی ضرورت نہیں۔

شب برأت کے متعلق مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت سے ہر اس شخص کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو سال بھر تو عبادت نہ کرے اور اور مختلف بدیوں میں ملوث رہے۔

یہ خیال اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) ’’میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا وہ صرف میری عبادت کریں‘‘ لیکن عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی کا کوئی خاص زمانہ یا سال کا کوئی مہینہ یا ہفتے کا کوئی خاص دن یا کوئی خاص رات متعین نہیں کی کہ بس اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور باقی زمانہ عبادت سے غفلت میں گزار دیا جائے بلکہ انسان کی خلقت کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ سن بلوغ سے لے کر زندگی کے آخری دم تک اسے ہر لمحہ عبادت تسلسل کے ساتھ بلا ناغہ انسان پر فرض ہے۔ یہاں تک کے بیماری کے حالت میں بیٹھ کر لیٹ کر یا شدید بیماری کے حالت میں اشاروں کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اس وقت مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہے اور بعض مسلمانوں نے سال کے مختلف مہینوں میں صرف مخصوص دنوں کو ہی عبادت کے لیے خاص کر رکھا ہے اور ان میں طرح طرح کی عبادات کو دین میں شامل کر رکھا ہے جن کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن افسوس کے آج کل بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں علماء نے یہ چیز ڈال دی ہے کہ شعبان کی 15ویں رات کو مسجد میں آ و اور تمام رات عبادت میں گزار و گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ جب کہ اسلام کی تعلیمات میں خصوصی طور پر عبادات میں مستقل طور پر عبادار میں مستقل مزاجی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جب تک کوئی کام استقامت اور مداومت کے ساتھ نہ کیا جائے اس میں حسن پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے سال بھر عبادت کرنے والا اگر اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی اقتداء میں اس رات خصوصی عبادت بجالاتا ہے تو لازماً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلہ پائے گا اور اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

شعبان میں کی جانے والی بدعتیں

جس کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے نہ ملتا ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ انہی بدعات میں سے ماہ شعبان میں شب برأت کے سلسلے میں من گھڑت موضوع احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے کی جانے والی بدعات ہیں۔ مسلمانوں نے شب برأت کو ایک مذہبی اور روائتی حیثیت دے رکھی ہے اس خیالی اور تصوراتی رات کو اس طرح اہمیت دی جاتی ہے جس طرح لیلۃ القدر کو دی جاتی ہے۔

ذیل میں پندرھویں شعبان میں کی جانے والی بعض بدعتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جن کا کتاب وسنت اور نہ ہی صحابہ کرام کے تعامل سے ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ بدعتیں بعد کی ایجاد ہیں۔

آتش بازی

ان بدعات وخرافات میں سب سے بدترین اور ملعون رسم ’’آتش بازی‘‘ ہے، جو آتش پرستوں اور کفار ومشرکین کی نقل ہے، اس شیطانی رسم میں ہر سال مسلمانوں کی کروڑوں کی رقم اور گاڑھی کمائی آگ میں جل جاتی ہے، بڑی دھوم دھام سے آگ کا یہ کھیل کھیلا جاتا ہے، گویا ہم خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نیازمندی اور عبادت واستغفار کا تحفہ پیش کرنے کے بجائے اپنے پٹاخے اور آگ پیش کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ آتش بازی کی یہ بدترین رسم تین بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے:

(الف) اسراف وفضول خرچی۔

قرآن کریم میں اپنی کمائی فضولیات میں خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

’’اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ‘‘

(بنی اسرائیل:28)

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔

(ب) کفار ومشرکین کی مشابہت۔

ہمارے نبی ﷺ نے کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَمِنْهُمْ (مشکوٰۃ شریف) یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اور ان کے طور طریق اختیار کرے گا اس کا شمار انھیں میں ہوگا۔

(ج) دوسروں کو تکلیف دینا۔

جب پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں تو اس کی آواز سے کتنے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کو ہر شخص جانتا ہے، جب کہ ہمارا مذہب اسلام ہم کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن آدمی سے کسی بھی شخص کو (مسلم ہو یا غیر مسلم) تکلیف نہیں ہونی چاہیے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔

(ترمذی شریف)

یعنی صحیح معنی میں مومن وہ شخص ہے جس سے تمام لوگ اپنی جانوں اور مالوں پر مامون اور بے خوف وخطر رہیں، یہاں تک کہ جانوروں کو تکلیف دینا بھی انتہائی مذموم، شدید گناہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری نیز صحیح مسلم حدیث 1958، کتاب الصید والذبائح)

حاصل یہ ہے کہ صرف ’’آتش بازی‘‘ کی ایک رسم کئی بدترین بدعتوں کا مجموعہ ہے، جو کسی بھی طرح مسلم معاشرے میں رواج پانے کے لائق نہیں بلکہ پہلی فرصت میں قابلِ ترک ہے۔

چراغاں کرنا

شب براءت کے موقع پر بعض لوگ گھروں، مسجدوں اور قبرستانوں میں چراغاں کرتے ہیں، یہ بھی اسلامی طریقے کے خلاف ہے اور غیرمسلموں کے تہوار دیوالی کی نقل اور مشابہت ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ شرح بخاری میں ’’شب برات‘‘ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:-

’’نصف شعبان کی رات کو چراغاں کرنے کے بارے میں بھی بعض روایات ہیں جو عند التحقیق وضعی ثابت ہوئی ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ اس بدعت کا پس منظر ایران کے آتش پرست مجوسیوں کی رسم تھی جو وہ پندرہویں شعبان کو منایا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔

اہل عراق کا زرتشتیوں کے رسم ورواج سے متاثر ہونا یا اُسے اختیار کرنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ خود ہمارے ملک میں دیوالی وغیرہ ہندوانہ رسوم اور پیدائش، شادی وغمی وغیرہ کی رسوم سے مسلمان جس قدر متاثر ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں اُن کی تقلید

کی جاتی تھی۔‘‘

(شرح بخاری جلد سوم صفحہ 646 زیر عنوان کتاب الصوم باب صوم شعبان)

حلوہ پکانا

شب براءت میں بعض لوگ حلوہ بھی پکاتے ہیں حالانکہ اس رات کا حلوے سے کوئی تعلق نہیں۔ آیات کریمہ، احادیث شریفہ، صحابہ کرامؓ کے آثار، تابعین و تبع تابعین کے اقوال اور بزرگانِ دین کے عمل میں کہیں اس کا تذکرہ اور ثبوت نہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک جب شہید ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بات بالکل من گھڑت اور بے اصل ہے، حضور اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، اور غزوۂ احد ماہ شوال میں پیش آیا تھا، جب کہ حلوہ شعبان میں پکایا جاتا ہے، دانت ٹوٹنے کی تکلیف ماہِ شوال میں اور حلوہ کھایا گیا دس مہینے بعد شعبان میں، کس قدر بے ہودہ اور باطل خیال ہے۔

گھروں کا لیپنا پوتنا، نئے کپڑے بدلنا اور اگربتی وغیرہ جلانا

شب براءت کے موقع پر گھروں کی لپائی پوتائی اور نئے کپڑوں کی تبدیلی کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، نیز گھروں میں اگربتی جلاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس رات میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں، ان کے استقبال میں ہم ایسا کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ بالکل فاسد اور مردود ہے، یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں؛ لہٰذا ان بدعتوں سے بھی احتراز لازم ہے۔

- قوالیوں کی مجلسیں قائم کرنا جن میں شرکیہ اور بدعیہ نظمیں پیش کی جاتی ہیں۔
- انواع اقسام کے کھانوں پر فاتحہ خوانی کرنا
- مردوں کی روحوں کی حاضری کا عقیدہ رکھنا۔
- مردوں سے دعا اور فریاد کرنا
- اس رات مسجد میں جمع ہونا اور ہزار نفل پڑھنا۔ اور تین سو بار سورۃ یٰسین پڑھنا۔
- مسور کی دال پکانا۔
- خصوصی طور پر اس دن کے لئے نئے نئے کپڑے بنوانا۔
- روحوں کو ملانے کا ختم۔

بعض مسلم معاشرے میں یہ غیر اسلامی عقیدہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص شب برأت سے پہلے مر جاتا ہے اس کی روح روحوں میں نہیں ملتی بلکہ آوارہ بھٹکتی رہتی ہے۔ پھر جب شب برأت آتی ہے تو روح کو روحوں میں ملانے کا ختم دلایا جاتا ہے، عمدہ قسم کے کھانے، میوے پھل وغیرہ پر ختم پڑھ کر روحوں کو دوسری روحوں سے ملایا جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ اگر روحوں کو رشتہ داروں کی روحوں سے نہیں ملایا جاتا تو اس کی بد دعاء سے گھر والوں پر تباہی آتی

حکم و عدل امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ

شب برات کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور مستند احادیث سے کوئی ثبوت نہیں مل سکا کہ آنحضرت ﷺ اس دن خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھتے ہوں۔ اس سلسلہ میں جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں ان کی اسناد ضعیف ہیں۔ اس رات کے ساتھ منسلک کام (حلوہ پکانا، آتش بازی کرنا وغیرہ) جو بڑی دھوم دھام سے کیے جاتے ہیں ان کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔

ماہ شعبان کے بارہ میں مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں کثرت کے ساتھ نفلی روزے رکھا کرتے تھے لیکن آپ نے اپنی امت کو اس مہینہ میں بکثرت نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے تا کہ وہ ماہ رمضان کے روزے پوری مستعدی کے ساتھ رکھ سکیں اور ایسا نہ ہو کہ ماہ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کے نتیجہ میں ماہ رمضان کے فرض روزوں کے سلسلے میں انہیں دشواری ہو۔

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے نصف شعبان کی نسبت فرمایا کہ:

’’یہ رسوم حلوا وغیرہ سب بدعات ہیں۔‘‘

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 7، ملفوظات جلد پنجم صفحہ 297)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جو دن نصف شعبان کا ہے جس میں حلوہ سیویاں کھائی جاتی ہیں اور آتش بازی چلائی جاتی ہے آیا کہ اور دنوں سے فضیلت والا ہے یا نہیں؟ حضورؓ نے فرمایا:۔

’’یہ سب باتیں لغو ہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔‘‘

(بدر نمبر 49، 48 جلد 9، 13 اکتوبر 1910ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:۔

’’شبرات کی عید۔ گیارہویں۔ بارہ وفات محرم کے معاملاتِ موجودہ شرع اسلام میں ثابت نہیں۔‘‘

(بدر نمبر 12 جلد 9، 13 جنوری 1910ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا شب برات کے روز حلوہ مانڈہ وغیرہ تیار کرنا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا:

’’نہیں بدعت ہے‘‘

(الفضل 30 اپریل 1954ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ بعض لوگ شب برأت بڑے زور و شور سے مناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس رات اللہ میاں رزق تقسیم کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ حضورؒ نے فرمایا:۔

’’غلط ہے۔ رزق تو روزانہ تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ وہم ہیں لوگوں کے۔ غیر احمدی لوگوں کو پاگل بنا رہے ہوتے ہیں یعنی غیر احمدی مولوی۔ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت رزق دیتا ہے۔ زمین و آسمان کا رازق ہے۔ سمندر کی تہہ میں کوئی کیڑا نہیں جس کو خدا رزق نہ دے رہا ہو۔ اس کا رزق تو بے انتہا ہے کیا وہ صرف شب برأت پر دیتا ہے۔ باقی راتیں بھوکے مر جاتے ہیں سب، باقی دنوں میں؟ غلط باتیں بنائی ہوئی ہیں لوگوں نے۔‘‘

(لجنہ سے ملاقات۔ الفضل 7 جولائی 2000ء ریکارڈنگ 16 جنوری 2000ء)

شعبان کا رمضان سے گہرا تعلق

آنحضرت ﷺ نے شعبان کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ’’شعبان بادل کی مانند ہے اور رمضان بارش کی طرح‘‘ جس طرح آسمان پر ایک معمولی سی بدلی ظاہر ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے گھٹاٹوپ بادلوں میں تبدیل ہوجاتی ہے اور موسلا دھار بارش برساتی ہے۔ اسی طرح شعبان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے برسنے کے لئے ایک بدلی کی طرح ہے جو دراصل تیاری ہے رمضان کی اور رحمتوں کے نزول کی۔ یہ بدلی بادل بن کر آنے والے مہینہ رمضان میں خوب برستی ہے۔

اسلامی عبادات کا فلسفہ یہ ہرگز نہیں کہ عبادت کا وقت ہوا اور سمجھ بوجھ کر ادا کر دی جائے یا ٹرخا دی جائے بلکہ اس کے لئے باقاعدہ تیاری کی جاتی ہے۔ اور عبادت کر چکنے کے بعد بھی نوافل کا نظام رکھا گیا ہے۔ تا کہ عبادت اس کی مغز اور روح کو سمجھ کر بجالائی جائے۔ جیسے نماز ہے اس کے لئے تیاری کا حکم ہے۔ جو ’’وضو‘‘ کی صورت میں بسا اوقات غسل کی صورت میں ہوتی ہے۔ اور پھر فرض عبادات سے پہلے اور بعد میں سنتیں اور نوافل ادا کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح حج کی عبادت کے لئے تیاری درکار ہے۔ کپڑے سلانے، احرام کی حالت میں ہونا اور طواف کرنا سب تیاری ہے اور الوداعی طواف، حج کا تتمہ ہے جو اسلامی عبادات کے فلسفے کو مدنظر رکھ کر رکھا گیا ہے۔ رمضان کے روزے بھی ایک اسلامی عبادت ہے اس کے لئے بھی تیاری کرنے کا حکم ہے۔ برأت کی رات روزے کی عبادات بجالانے کے لئے دراصل تیاری کی رات ہے، ایک الارم ہے رمضان کی آمد کا۔ اس روز سے انسان پہلے سے زیادہ عبادات بجا لاکر رمضان کو خوش آمدید کہتا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ انسان کی طرف پہلے سے زیادہ بڑھ کر اس کی مناجات کو سنتا اور جواب دیتا ہے گویا دونوں اطراف سے رمضان کی تیاری کا آغاز ہوتا ہے اور رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سمیٹنے کے بعد بھی بیٹھ جانے کا حکم نہیں بلکہ اسلامی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر شوال کے روزے بطور نوافل رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

شعبان کا لفظ بھی اسی مفہوم کو اجاگر کر رہا ہے۔ اگر یہ ’’شعب‘‘ سے مشتق لیا جائے جس کے معنی گھاٹی کے ہیں یعنی پہاڑ کو جانے کا راستہ۔ جو ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ رمضان کی عبادات بھی عام عبادات سے زیادہ کٹھن ہوتی ہیں اس لئے شعبان ان عبادات تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اور اگر شعبان ’’شعبہ‘‘ سے مشتق لیا جائے جس کے معنی شاخ کے ہیں تو تب بھی رمضان کی تیاری کا مفہوم نمایاں ہوتا ہے۔ جس طرح فصل بہار میں شاخیں نکلتی اور پھر بالآخر پھلوں اور پھولوں سے ثمر آور ہوتی ہیں۔ اسی طرح نیکیاں شعبان میں درخت کی شاخوں کی طرح بڑھتی اور پھیلتی ہیں اور رمضان کے مہینہ میں پھل لگتے اور ساتھ ساتھ پکتے ہیں اور مومن اپنی استعدادوں کے مطابق اپنی جھولیاں ان ثمرات سے بھرتا ہے۔

آئیں! اس اسلامی نقطہ نظر سے رمضان کے مبارک مہینہ کی تیاری کریں تا رمضان میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔ آمین۔

(اس مضمون کی تیاری میں قرآن مجید احادیث کی کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ (1) تفسیر کبیر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (2) اسلامی مہینے اور اُن کا تعارف مصنف محمد ارشد کامل (3) شب برأت کی حقیت مصنف عبد العلیم (4) کچھ کلیاں کچھ پھول مصنف حنیف محمود)

منصور احمد

حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک دور کی ایک جھلک

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور محبوب بندے سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات نازل کر کے آخری زمانے میں ایک غلام صادق کے آنے کی خبر دی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہو گا جو آپ کے ظل کے طور پر آئے گا اور احیائے اسلام کرے گا تو آپ نے اس مجلس میں بیٹھے تمام قریشی، سید، عربی اور عباسی کو چھوڑتے ہوئے ایک فارسی الاصل صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا

لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْرَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ

یعنی وہ شخص اس قوم سے تعلق رکھنے والا ہو گا اور ایمان کو ثریا سے بھی واپس لے آئے گا

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4897)

سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنی امت کے متعلق فرمایا امتیں دو ہی بہتر ہیں ایک وہ جس میں مجھے بھیجا گیا اور دوسری وہ جس میں مسیح ابن مریم نازل ہو گا۔ چنانچہ ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یقیناً پتہ چلتا ہے کہ جس قوم اور بستی اور جگہوں میں خدا کے برگزیدہ اور محبوب اپنے قدم رکھتے ہیں وہ جگہیں، وہ بستیاں مبارک کر دی جاتی ہیں اور وہ وجود خود بھی مبارک کہلاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کے دن 13 فروری 1835ء کو برصغیر کے ایک گاؤں قادیان میں ایک آفتاب اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ طلوع ہوا جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہوتے ہوئے کل عالم کو روشن کر دیا۔ اس مبارک وجود کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ آپ 14 شوال 1250ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور والدہ ماجدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ ہے۔

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قرآن کریم کے علاوہ عربی، فارسی کی گرائمر اپنے اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ نے ان تعلیمات کے ساتھ ساتھ کچھ دوسری تعلیم حاصل کرتے ہوئے اپنا پاکیزہ بچپن گزارا۔

16 برس کی عمر میں آپ کی شادی آپ کی ماموں زاد محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سے کر دی گئی۔ آپ کے بطن سے دو صاحبزادوں نے جنم لیا ایک حضرت مرزا فضل احمد صاحب جو کم عمری میں ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور دوسرے خان بہادر، مرزا سلطان احمد صاحب جنہوں نے انتظامی امور میں ملک و قوم کی خدمت کی اور آپ نے اپنی آخری عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے وطن سیالکوٹ کے رہائشی آپ کی صداقت کا ایک نشان ہیں کیونکہ آپ نے سیالکوٹ میں 1860ء سے 7 سال کا عرصہ ملازمت کرتے ہوئے بسر کیا۔ اپریل 1867ء کو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا جس کے باعث آپ کو سیالکوٹ سے رخصت ہونا پڑا۔

پھر الٰہی منشاء کے تحت آپ کے والد ماجد کا انتقال 1876ء میں ہوا۔ یاد رہے کہ آپ کے والد ہی اس خاندان کے کفیل تھے۔ وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی معاشی کمزوریوں کی فکر ہونے لگی لیکن خدا تعالیٰ کبھی بھی اپنے برگزیدہ کو اکیلا نہیں چھوڑا کرتا بلکہ ان کا کفیل آپ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس برگزیدہ کو دلاسہ دیتے ہوئے الہام فرمایا

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

چنانچہ ہم صداقت کے نشان کے طور پر دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح اپنے اس وعدے کو نبھایا کہ آج ایک صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی جماعت پھلتی پھولتی جارہی ہے اور دشمن ہزار کوششیں بھی کر لے لیکن وہ اس الٰہی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ آج اس جماعت کے لیڈر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس الہام کی شان و شوکت کا علم تھا اسی لئے آپ نے اس الہام کو ایک انگوٹھی پر لکھوا کر ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھا اور آج یہ انگوٹھی آپ علیہ السلام کے ایک الہام انی معک یا مسرور کے مصداق ہمارے پیارے موجودہ امام کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد صاحب نے اپنی ہی زندگی میں مسجد اقصیٰ قادیان میں تعمیر فرمائی اور آپ ہی کی وصیت کے مطابق آپ کی تدفین اسی مسجد کے صحن میں ہوئی۔

اسلام کے دور اول میں دفاعی جنگیں لڑی گئیں جنھیں جہاد اصغر کا نام دیا گیا لیکن اسلام کے اس دور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قلمی جہاد کے ذریعہ قرآن کریم کی عظمت اور توحید باری تعالیٰ کے ذریعے اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا میں بلند کیا اور اسی قلمی جہاد کے ذریعہ آج اسلام احمدیت کا پیغام 213 سے زائد ممالک میں پھیل چکا ہے۔ آپ علیہ السلام نے 80 سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت 1880 میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔اِنْ هُوَاِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(النجم: 4-5)

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میری بات ہوا کرتی ہے۔ قرآن کریم کی صداقت کو اس زمانہ میں بھی پورا ہوتے ہم نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری ہوئی کہ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 10418) کہ آنے والا امام مہدی جب شادی کرے گا تو اس کی عظیم الشان اولاد ہو گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1884ء میں اس زمانے کی خدیجہ، سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے شادی کی اور آپ سے وہ عظیم الشان اولاد ہوئی جس نے اسلام کے جھنڈے کو پوری دنیا میں گاڑھ دیا۔ اس اولاد میں کوئی مصلح

موعود ٹھہرا اور کوئی قمر الانبیاء اور کوئی وہ باشاہ آیا کا مصداق ٹھہرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظریہ 1886ء کا سال وہ مبارک سال ثابت ہوا جس میں آپ نے ہوشیار پور میں چلاکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے انعامات اور خوشخبری سے نوازا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر تجھ پر سلام۔

23 مارچ 1889ء وہ مبارک دن ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس افراد سے بیعت لی اور سلسلہ احمدیہ کا آغاز فرمایا اس کے بعد 1890ء میں آپ نے اللہ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکا ہے۔ مسیح ابن مریم کی وفات کے عنوان کو لیتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1890ء کے بعد کے سالوں میں بہت سی کتب تحریر فرمائیں اور بہت سے علماء کو چیلنج بھی کیا مگر کوئی مخالف آپ کے روبرو نہ آیا اور جو آیا وہ شکست اور ذلت سے دوچار ہوا۔

1891ء کا سال جماعت احمدیہ کے لیے برکتوں اور فضلوں کی بہاریں لے کر آیا جب 27 دسمبر 1991 کو پہلی بار جلسہ سالانہ ہوا اور 75 افراد نے اس جلسے میں شرکت فرمائی اور آج جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ الحمد للہ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا کہ یکسر الصلیب کہ وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ یہ پیشگوئی اس وقت جلوہ گر ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبد اللہ آتھم جیسے مخالف کے ساتھ مباحثہ کیا بعد میں اس مباحثہ کو جنگ مقدس کا نام دیا گیا اور آپ نے دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ذریعے دشمنوں کے منہ بند کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے عقیدہ کو غلط ثابت کیا۔

جان و دل فدا اس وجود اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اس نے خدا سے خبر پا کر آنے والے مسیح موعود کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا آیا کہ اس کے زمانے میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگے گا یہ پیشگوئی مارچ اور اپریل 1894 میں اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی۔ خاکسار یہاں ضمناً عرض کرنا چاہتا ہے کہ خاکسار کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی بدولت ہوا کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد سکھ مذہب کو ماننے والے تھے اور ان کی کتب

میں لکھا ہے کہ آنے والے مہدی کی نشانی کسوف وخسوف کا ظاہر ہونا ہے۔

یہاں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس کتاب میں اسلام کی سچائی بیان ہوئی ہے اور اس میں مذکور مضامین نے اس زمانہ میں اسلام کو تقویت بخشی ہے۔ خدا نے اس کتاب کے لکھنے سے قبل ہی آپ علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ یہ مضمون بالا رہے گا اور یہ الہام اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا جب جلسہ مذاہب عالم میں اس مضمون اور کتاب کو پڑھ کر سنایا گیا۔

1897ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا رسالہ الحکم جاری ہوا اور اس کے بعد رسالہ البدر کی اشاعت بھی شروع ہوگئی۔ ان اخباروں نے ایسی اعلیٰ خدمت کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام نے فرمایا کہ یہ میرے بازو ہیں۔

1901 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیاری جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا۔

جماعت احمدیہ میں بہت سے وفاشعار اور صدق کے نمونے دکھلانے والے جاںنثار موجود ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی ہی میں جن جاں نثاروں نے صدق کے نمونے دکھلائے ان میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی ہیں جن کو 1903ء میں کابل کی سر زمین پر شہید کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والوں نے جہاں صدق کے نمونے دکھلائے وہاں اپنے علمی معیار کو بلند کیا اور اپنے علم کو تبلیغ کی ضرورت سمجھتے ہوئے استعمال کیا۔ 1905 میں جب دو جید صحابہ، علمائے دین حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت برہان الدین صاحب جہلمی کی وفات ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس چیز کی ضرورت محسوس کی کہ اس جماعت میں علماء کی کثیر تعداد ہونی چاہیے اور ایک مدرسہ قائم ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے مدرسہ احمدیہ کا قیام فرمایا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کے نام سے موسوم ہوا اور آج جامعہ احمدیہ دنیا کے کئی ممالک میں قائم ہو چکے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں آنے والے مسیح کی خبر دی وہاں خلافت علی منہاج النبوۃ کی خوشخبری بھی دی 1905ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات کی خبریں دینا شروع کر دیں تو آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا اور بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی آپ نے ہمیں خلافت علی منہاج النبوہ کی نوید بھی سنائی۔

27 اپریل 1908ء کو آپ نے اپنا آخری سفر لاہور کی طرف اختیار فرمایا اور وہاں آپ ایک ماہ تک قیام پذیر رہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلاوا آ گیا اور آپ 26 مئی 1908ء کو یہ کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے کہ اللہ میرے پیارے اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی ﷺ خاتم النبین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔۔۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔

(ازالہ و اوہام صفحہ 69)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو دنیا کے کناروں تک پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل آن لائن کا اجراء خلیفۃ المسیح کا ایک کارنامہ ہے

محمد عمر تیماپوری کوآرڈینیٹر علی گڑھ یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا لکھتے ہیں

گذشتہ دنوں آپ کا ماں کے تعلق میں ’’بعض قرض کبھی اتارے نہیں جاتے‘‘ کے لکھے گئے اداریہ نے قارئین کو جھنجوڑ کر رکھ گیا ہے۔ ایک گھر میں ماں کا جو مقام و مرتبہ ہے بڑے اچھے اور مؤثر انداز میں آپ نے بیان کیا ہے۔ آج کی نئی نسل کو بتا دیا ہے کہ ماں کی حیثیت کیا ہے اور مقام کیا ہے۔ اس سے دو پہلو اجاگر ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جن کی مائیں زندہ ہیں وہ اِن کی قدر، عزت اور خدمت میں لگ گئے ہیں۔ اب ماں کی خدمت کو کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور جن کی مائیں زندہ نہیں اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں اب دن رات اُن کی مغفرت اور بخشش کی دعائیں کر رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی پیش رفت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ: وَذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔ پس نصیحت کر یقیناً نصیحت مومنین کے لئے فائدہ مند ہوگی۔ لازمی اس کے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ ان شاء اللہ

پڑوس کا ایک واقعہ ہے۔ والد نے ساری زندگی سرکاری ملازمت کی، اس کے دو بیٹے تھے دونوں کی شادیاں کر دیں، ریٹائرمنٹ کے بعد جو پونجی ملی دونوں بیٹوں کے لئے دو الگ الگ مکان بنوائے۔ سب مل جل کر رہنے لگے۔ ہنسی خوشی زندگی گزر رہی تھی۔ باپ کا انتقال ہوا۔ دونوں بیٹے الگ ہو گئے اور اپنے اپنے مکان میں شفٹ ہو گئے۔ اب ماں کا مسئلہ تھا وہ کس کے ساتھ رہے گی دونوں بیٹوں نے آپس میں رضامندی سے یہ فیصلہ لیا پندرہ دن ایک بیٹے کے پاس رہے گی اور پندرہ دن دوسرے بیٹے کے پاس رہے گی۔ اس طرح کچھ دن گزر گئے۔ 31 کا مہینہ آ گیا۔ 30 تاریخ کو ایک بیٹے نے کہا۔ ماں! کل تم اپنے دوسرے بیٹے کے پاس چلی جاؤ۔ آج پندرہ دن تمہارے پورے ہو گئے ہیں۔ ماں دوسرے بیٹے کے پاس گئی تو اس بیٹے نے جواب دیا ماں! آج تو 31 تاریخ ہے کل پہلی تاریخ ہے کل میرے پاس آنا۔ اندازہ کریں اس ماں پر کیا گزری ہوگی۔ معاشرہ کس قدر بگڑ گیا ہے اور کہاں پہنچ گیا ہے۔

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایسے نازک دور میں الفضل آن لائن کا اجراء فرما کر ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جہاں ایک طرف حقیقی اسلام کا تعارف ہو رہا ہے وہیں دوسری طرف احمدی معاشرہ کی اصلاح اور تربیت بھی ہو رہی ہے اور دیگر اقوام بھی مستفید ہو رہی ہیں، اور الفضل آن لائن لندن اس فریضہ کو بخوبی نبھا رہا ہے۔ شاعر منور رانا کے ماں کے تعلق سے کچھ اشعار پیش ہیں۔

کسی کو گھر ملا حصّہ میں یا کوئی دُکان آئی
مَیں گھر میں سب سے چھوٹا تھا میرے حصّہ میں ماں آئی

یہ ایسا قرض ہے جو میں ادا کر ہی نہیں سکتا
جب تک میں گھر نہ لوٹوں میری ماں سجدہ میں رہتی ہے

تیرے دامن میں ستارے ہیں تو ہوں گے اے فلک
مجھ کو میری ماں کی میلی اوڑھنی اچھی لگی

خدا نے یہ صفت دنیا کی ہر عورت کو بخشی ہے
کہ وہ پاگل بھی ہو جائے تو بیٹے یاد رہتے ہیں

ہماری اہلیہ تو آ گئی، ماں چھوٹ گئی آخر
ہم پیتل اُٹھا لائے ہیں، سونا چھوڑ آئے ہیں

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2 مارچ 2022ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم شوکت محمود چیمہ مرحوم کی نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم شوکت محمود چیمہ صاحب (لندن۔یوکے)

25 فروری 2022 کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
مرحوم لمبا عرصہ تک جرمنی میں رہے جہاں انہیں بطور صدر جماعت گروس گیراؤ کے علاوہ نیشنل عاملہ میں اور خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، لوگوں کے ساتھ پیار ومحبت سے ملنے والے اور خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ ہمیشہ بچوں کو بھی خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم رکھنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ غریب رشتہ داروں اور غیراز جماعت لوگوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب

1. مکرم شہرائے عالم صاحب (بریشہ بنگال۔انڈیا)

24 جولائی 2021 کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی عشق تھا۔ خلافت کے فدائی اور واقفین زندگی اور مربیان کے ساتھ نہایت عزت واحترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مرحوم کو ربوہ جا کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ قادیان سے گہرا لگاؤ تھا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ٹرین کا طویل سفر طے کر کے قادیان آتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

2. مکرمہ آسیہ خلیل صاحبہ (کراچی)

31 جنوری 2022 کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت نیک، مہمان نواز، غریبوں کی مدد کرنے والی ایک نیک دل خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

3. مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب وینس ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب وینس (ڈیلیس۔امریکہ)

6 فروری 2022 کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو فرقان فورس میں خدمت کا موقع ملا۔ 1981 میں آپ امریکہ چلے گئے جہاں قاضی کے علاوہ ناظم دارالقضاء امریکہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ مرحوم بہت خوش الحان تھے اور ہزاروں شعر آپ کو یاد تھے جنہیں اکثر گنگناتے رہتے تھے۔ ان کی زندگی قرآن اور نمازوں کے گرد گھومتی تھی جس کا اپنے گھر میں خاص اہتمام کیا کرتے۔ آپ بڑے مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ مرحوم اعلیٰ پائے کے شکاری تھے۔ انہیں دو دفعہ Olympics میں پاکستان کی نمائندگی کا بھی موقع ملا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

4. مکرمہ امۃ الحئی عالمگیر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر مرحوم (افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)۔ کینیڈا

31 جنوری 2022 کو 96 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے فیکٹری ایریا ربوہ اور ہملٹن (کینیڈا) میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ اور خلافت سے بے انتہا محبت و اطاعت کا تعلق رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

5. مکرمہ منصورہ شمیم صاحبہ اہلیہ مکرم احمد کمال صاحب

آپ 11 فروری 2022ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ اپنے میاں کے ساتھ مختلف جگہوں پر رہ کر خدمت میں ان کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔ نمازوں کی پابند، دعا گو، بہت اطاعت گزار اور نیک خاتون تھیں۔ مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے پسماندگان تعزیت قبول کریں

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اعلان نکاح

مکرم ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم مرزا محمد دین ناز صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمائندگی میں خاکسار کی بیٹی عزیزہ ملیحہ محمود واقفہ نو کا نکاح ہمراہ عزیزم سید البار احمد آف ٹریئر (Trier) جرمنی سے مورخہ 23 فروری 2022ء کو پڑھایا۔

ددھیال کی طرف سے عزیزہ ملیحہ محمود، حضرت چوہدری محمد علی پٹواری رضی اللہ عنہ والد محترم چوہدری شہباز خاں باجوہ آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اور رشتہ میں ان کی پڑپوتی ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 649-651 پر حضرت چوہدری صاحب کے حالات شائع شدہ ہیں۔)

اسی طرح آپ مکرم سعد محمود باجوہ۔ مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ یوکے کی ہمشیرہ ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی مکرم فراز احمد (گولڈ میڈلسٹ) بھی واقف زندگی ہیں اور ان دنوں نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کی ہدایت پر یونیورسٹی آف بلونیا اٹلی سے Mathematics میں PhD کر رہے ہیں۔ننھیال کی طرف سے آپ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ وڑائچ (مرحوم) کی نواسی اور مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مینیجر سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کی بھانجی ہیں۔

عزیزم سید البار احمد صاحب ابن مکرم سید شفیق احمد شاہ (مرحوم) کا تعلق فیروزوالہ ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک استاد مولوی فضل احمد صاحب بھی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 54)

عزیزم ان دنوں جماعت احمدیہ ٹریئر (جرمنی) کے سیکرٹری تربیت ہونے کے علاوہ ریجنل مجلس خدام الاحمدیہ رائن لینڈ فالز کے نائب قائد اور ناظم مال بھی ہیں۔

آپ کے پڑدادا حضرت سید بہاول شاہؓ ولد سید شیر محمد صاحب آف مکو وال تحصیل روپڑ ضلع انبالہ (انڈیا) بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔

(رجسٹر روایات نمبر 4 صفحہ 107-112)

قارئین الفضل سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بے حد مبارک ہونے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اللہ حساب دان

زندگی کی اونچ نیچ میں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی زندگی میں درپیش ہر دکھ درد کا حساب رکھنے والا ہے۔ انسان کو خدا کا دامن اس امید اور یقین پر پکڑے رکھنا چاہیے کہ ایک علیم وخبیر ہستی ایسی ہے جو دکھے دل کے ساتھ صبر کرنے پر اس کے دل کی حالت سے خوب واقف ہے۔ وہ حساب دان ذات رات کی تنہائیوں میں اس کی ایک ایک بے چین کروٹ سے آگاہ درد کے انتہائی لمحوں میں بہتے ہوئے آنسوؤں سے باخبر ہر تکلیف کا حساب رکھے ہوئے ہے۔ اور اسی کے پاس سب مشکلات کا حل ہے جو صرف اس کے ایک کُن کا محتاج ہے۔ پس اللہ کا دامن ہاتھ سے کبھی کسی حالت میں نہ چھوٹے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

فقہی کارنر

بیعت کرتے وقت شرائط بیعت کے الفاظ دہرانا

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ تحریر کرتے ہیں کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ایک شرط بیعت کہلوائی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت لاہور میں غالباً 1892ء میں کی تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں حضرت صاحبؑ کی بیعت کرنے کے واسطے علیحدہ کمرہ میں داخل ہوا تو حضرت نے بیعت لینے کے وقت فرمایا کہ کہو کہ مَیں دس شرائط پر عمل کروں گا۔ مَیں نے عرض کی کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ دس شرائط کیا ہیں۔ تب آپؑ نے ایک ایک شرط مجھ سے کہلوائی۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 6-7)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع وغروب آفتاب

14/مارچ2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:14	18:30
مدینہ منورہ	05:14	18:30
قادیان	05:19	18:36
ربوہ	04:59	18:15
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:50	18:05